REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP. - 23.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد ۳۹   شمارہ ۴۰

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبد الحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ: ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۲۱ ربیع الاول ۱۴۱۱ ہجری   ۱۱ اخاء ۱۳۶۹ ہش   ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۰ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

گناہ } ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم کبھی تم کو مال سے یا جان سے یا اولاد یا کھیتوں وغیرہ کے نقصان سے آزمایا کریں گے۔ مگر جو ایسے وقتوں میں صبر کرتے اور شاکر رہتے ہیں تو ان لوگوں کو بشارت دو کہ ان کے واسطے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کشادہ اور ان پر خدا کی برکتیں ہوں گی۔ جو ایسے دقتوں میں کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یعنی ہم اور ہماری متعلق کل اشیاء یہ سب خدا ہی کی طرف سے ہیں اور پھر آخر کار ان کا لوٹنا خدا ہی کی طرف ہے۔ کسی قسم کے نقصان کا غم ان کے دل کو نہیں کھاتا۔ اور وہ لوگ مقام رضا میں بود و باش رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ صابر ہوتے ہیں اور صابروں کے واسطے خدا تعالیٰ نے بے حساب اجر رکھے ہوئے ہیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۹۸)

"گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے۔ مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہو سکتا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ یہی کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں ان کے بد ثمرات سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے اور جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوۃ انسان میں موجود ہیں اُن کے صدور کا وقت ہی نہ آوے اور اندر ہی اندر وہ جل بھن کر راکھ ہو جاویں۔

یہ وقت بڑے خوف کا ہے۔ اس لئے توبہ و استغفار میں مصروف رہو اور اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہو۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ اور اہل کتاب مانتے ہیں کہ صدقات و خیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے۔ مگر قبل از نزول عذاب۔ مگر جب نازل ہو جاتا ہے تو ہرگز نہیں ٹلتا۔ پس تم ابھی سے استغفار کرو اور توبہ میں لگ جاؤ تا تمہاری باری ہی نہ آوے اور اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۹۹)

غفلت میں عمر کی رات کٹی دِل مبلا بال سفید ہوئے
اُٹھ چلنے کی تیاری کر سورج سر پر چڑھ آیا ہے

(ریزنظم انگلستان کے جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء کے موقع پر پڑھی گئی)

کوئی احمدیوں کے امام سے بڑھ کر کیا دُنیا میں غنی ہوگا
سچّے دِل اُس کی دولت ہیں اخلاص اُس کا سرمایہ ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ کلام

یہ دِل نے کس کو یاد کیا سینوں میں یہ کون آیا ہے
جس سے سپنے جاگ اُٹھے ہیں خوابوں نے نور کمایا ہے
گُل بوٹوں کلیوں پتوں سے کانٹوں سے خوشبو آنے لگی
اِک عنبر بار تصوّر نے یادوں کا چمن مہکایا ہے
گُل رنگ شفق کے پیراہن میں قوسِ قزح کی پینگوں پر
اُن یادوں کو جھولے دے دے کر بگلے نے دِل بہلایا ہے
دیکھیں تو سہی دِن کیسے کیسے حُسن کے رُوپ میں ڈھلتا ہے
بدلی نے شفق کے چہرے پر کالا گیسو بکھرایا ہے
جس رُخ دیکھیں ہر من موہن تیرا منہ ہی تکتا ہے
ہر محسن نے تیرے حُسن کا ہی احسان اُٹھایا ہے
میرے دِل کے اُفق پر لاکھوں چاند ستارے روشن ہیں لیکن
جو ڈوب چکے ہیں اُن کی یادوں نے منظر دُھندلایا ہے
جب مالی داغِ جُدائی دے مُرجھا جاتے ہیں گل بُوٹے
دیکھیں فرقت نے کیسے پھُولوں سے چہروں کو کمھلایا ہے
یہ کون ستارہ ٹوٹا جس سے سب تارے بے نور ہوئے
کس چندرما نے ڈوب کے اتنے چاندوں کو گہنایا ہے
کیا جلتا ہے کہ چمنیوں سے اُٹھتا ہے دُھواں آہوں کی طرح
اِک دردِ بہ داماں سُرمئی رُت نے سارا اُفق گدلایا ہے
کوئی احمدیوں کے امام سے بڑھ کر کیا دُنیا میں غنی ہوگا
سچّے دِل اُس کی دولت ہیں اخلاص اُس کا سرمایہ ہے
اے دُشمنِ دیں تیرا رزق فقط تکذیب کے تھوہر کا پھل ہے
شیطاں نے تجھے صحراؤں میں اِک باغِ سبز دکھایا ہے
مَیں ہفت افلاک کا پنچھی ہوں میرا نورِ نظر آکاش ہے
تو اوندھے منہ چلنے والا اِک بے مرشد چوپایا ہے
ساتھی دُکھ کے دُکھ بانٹ اپنا تن من دھن اپنا بیٹھے
ساتھی سُکھ کے تو پرائے ہیں کون گیا کون آیا ہے

(باقی کالم نمبر ۱ صفحہ ۲ پر)

[illegible]

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۱ر اخاء ۱۳۶۹ ہش

پاکستانی حکمرانوں کا انجام

(۲)

جنرل ایوب خاں موصوف آغازِ کار میں ان فتنہ پرور علماء سے مرعوب نہ ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ تک وہ پاکستان کا نام بلند کرنے میں کامیاب رہے لیکن بعدہٗ یہ بھی مُلّاؤں سے مرعوب ہوکر احمدیت کی مخالفت پر اتر آئے اور بالآخر انہوں نے جس دِن کھُل کر احمدیت کے خلاف بیان دیا اسی روز ہی کرسیٔ اقتدار سے اوندھے مُنہ گرائے گئے۔ اور پھر مرتے دم تک ان کو کبھی کرسیٔ اقتدار نصیب نہ ہوئی۔

جنرل یحییٰ خاں جنرل یحییٰ خاں کے دَورِ اقتدار میں ان ملّاؤں کو کھلی چھُٹی مل گئی۔ اور انہوں نے پاکستان کے کرنسی نوٹوں اور ریل کے ڈبّوں میں بھی جلی حروف سے لکھوایا کہ "احمدی واجب القتل ہیں" وغیرہ وغیرہ۔ بڑا اشتعال احمدیوں کے خلاف پھیلایا گیا۔ بڑی قربانیاں احمدیوں کو دینا پڑیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی یہ سزا دی کہ ۱۹۷۱ء میں آدھا پاکستان کٹ کر بنگلہ دیش بن گیا ؎

شبِ تاریک میں بڑھ جاتی ہے تاروں کی چمک
ظُلم جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو مٹ جاتا ہے

ذوالفقار علی بھٹو پاکستان میں انتخابات ہوئے۔ پیپلز پارٹی اور جماعتِ اسلامی میں ٹکر تھی۔ جماعتِ احمدیہ نے پیپلز پارٹی کا ساتھ دیا۔ وہ جیت گئی۔ پیپلز پارٹی نے اِحسان فراموشی کا ثبوت دیتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں اور بھی آگے قدم بڑھایا۔ اور مُلّاؤں سے مرعوب ہوگئی۔ حالانکہ وہ مخالف ملّاؤں کو کہہ سکتی تھی کہ تحقیقاتی عدالت کے سامنے جب تم مُسلمان کی تعریف تک پیش نہیں کرسکے۔ تو تمہیں اسلام کا ٹھیکیدار کیوں سمجھا جائے؟ لیکن مسٹر بھٹو ملّاؤں کے سامنے پسیج گئے۔ بعض ملّاؤں نے انہیں یہ بھی لالچ دیا تھا کہ اگر وہ جماعتِ احمدیہ کو غیر مُسلم قرار دے دیں تو وہ اپنی ڈاڑھی سے اُن کے بُوٹ پالش کریں گے۔ مسٹر بھٹو سمجھے کہ شاید وہ ان ملّاؤں کے سہارے تازیست پاکستان کے وزیرِ اعظم بنے رہیں گے۔ مسٹر بھٹو وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے آئینِ پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے کر ایک بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔

ان کی مزید جسارت ملاحظہ ہو کہ اپنی تقریروں میں یہ نعرہ لگایا کرتے تھے کہ "مَیں نے احمدیوں کا نوّے سالہ مسئلہ حل کیا"۔ وہ نعرہ لگا ہی رہے تھے کہ نوّے منٹ میں ان کا اقتدار ختم ہُوا۔ نوّے ہی الزام ان پر لگائے گئے۔ نوّے ہی لیڈر ان کے پکڑے گئے۔ اور جنرل ضیاء الحق نے نوّے دِن میں اِنتخاب کروانے کا جھُوٹا وعدہ کرکے ان کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا۔ اس کے بعد نوّے کے عدد نے پاکستان کے حکمرانوں کو جکڑ رکھا ہے۔ حالانکہ ۱۹۷۴ء میں جماعتِ احمدیہ کی بنیاد کو تو ابھی پر نوّے سال گزرے بھی نہ تھے۔ ۱۹۷۹ء میں جماعتِ احمدیہ پر جب نوّے سال کا عرصہ گزر رہا تھا ٹھیک اسی سال مسٹر بھٹو کا اپنا مسئلہ حل ہو رہا تھا۔ وہ نہایت گندی کوٹھڑیوں میں دن گزارنے کے بعد پھانسی کے تختے پر لٹک رہے تھے ؎

پِستے ہیں وہی آخر اِک دن اپنے ہی ستم کی چکّی میں
انجام یہی ہوتا آیا فرعونوں کا ہامانوں کا!

چیلنج مباہلہ جنرل ضیاء الحق نے اپنے دورِ اقتدار میں ان نام نہاد علماء اور مشائخ کو جو مُسلمان کی متفقہ تعریف بھی تحقیقاتی عدالت کے سامنے پیش نہ کرسکے تھے۔ ان کو اپنی مجلسِ شُوریٰ میں شامل کرکے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں اَور بھی آگے قدم بڑھایا۔ اور اپنے آرڈیننس نمبر ۲۰ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے انسانی حقوق چھین لیے۔ جس کے نتیجہ میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ ہجرت کرکے لندن تشریف لے گئے۔ اور جماعتِ احمدیہ پاکستان کی نماز، اذان، کلمہ طیبہ لکھنے پڑھنے، مُسلمان کہلانے اور السلام علیکم کہنے کو قابلِ سزا جُرم قرار دے دیا گیا۔

چار سال سے زیادہ عرصہ تک مظالم برداشت کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کی نمائندگی میں ۱۰ر جون ۱۹۸۸ء کو تمام مکذبین کا سرغنہ ضیاء الحق کو قرار دیتے ہُوئے ایک سال کی مسنون میعاد کے ساتھ **مُباہلہ** کا چیلنج دیا۔

ایک اَور ذلّت چیلنج مُباہلہ پر ایک ماہ گزرا تو اچانک مجلسِ ختمِ نبوّت کے رہنما مولانا اسلم قریشی پانچ سال مُردہ رہنے کے بعد پاکستانی ٹی۔وی پر نمودار ہوئے جو احمدیوں سے معذرت کر رہے تھے۔ جبکہ مجلسِ ختمِ نبوّت کے چوٹی کے علماء پانچ سال سے یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ اسلم قریشی کو حضرت امام جماعت احمدیہ اور بعض دوسرے احمدیوں نے اغوا کرکے قتل کر ڈالا ہے۔ اور منظور چنیوٹی کا تو دعویٰ تھا کہ اگر یہ بات غلط ثابت ہوجائے تو برسرِ عام اسے گولی مار دی جائے۔

اِس اشتعال انگیزی کے نتیجہ میں جماعتِ احمدیہ کو بہت کچھ جانی مالی نقصانات اُٹھانے پڑے۔ لیکن اسلم قریشی کی بازیابی سے چیلنج مباہلہ کا پہلا خوش رنگ پھل جماعتِ احمدیہ کو ملا کہ ع

اِک دُشمن کو زندہ کرکے مار دیئے ہیں دُشمن سارے (کلامِ طاہر)

اور رُوئے زمین پر آباد تمام مجلسِ ختمِ نبوّت کے علماء اور اُن کے ہمنوا اللہ تعالیٰ کی لعنت کے پُورے پُورے مصداق ثابت ہوگئے۔ کیونکہ حضور انور نے چیلنج مباہلہ میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی آیتِ مُباہلہ کو بار بار پیش کیا تھا۔ یعنی جھُوٹوں پر خُدا کی لعنت۔ اسلم قریشی کی بازیابی سے یہ تمام علماء جھُوٹے ثابت ہوکر اللہ تعالیٰ کی لعنت کے پورے پورے مصداق ثابت ہوگئے۔ ان علماء پر پہلی ذلّت کی مار اس وقت پڑی تھی جب یہ تحقیقاتی عدالت کے سامنے مُسلمان کی تعریف نہ کرسکے تھے۔ اور دُوسری ذلّت کی مار یہ پڑی کہ چیلنج مُباہلہ کے سامنے جھُوٹے ثابت ہوکر خدا کی لعنت کے شکار ہوگئے۔

مگر نہایت بے شرمی سے انہوں نے جماعتِ احمدیہ کی مخالفت جاری رکھی۔ حالانکہ ان کو جماعتِ احمدیہ کے سامنے معذرت کے ساتھ اپنے گناہ کا اقرار کرنا چاہیئے تھا۔ اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دی کہ اُن کے سرغنہ ضیاء الحق، اسلم قریشی کی بازیابی کے ایک ماہ اور ایک ہفتہ گزرنے پر عبرت ناک طور پر ہلاک ہوگئے ؎

اب تو نرمی کے گئے دِن اب خُدائے خشمگیں
کام وہ دِکھلائے گا جیسے ہتھوڑے سے لوہار (دُرِّ ثمین)

جنرل ضیاء الحق چیلنج مُباہلہ کے اوّل مخاطب ۱۷ر اگست ۱۹۸۸ء کو ۳۳ جرنیلوں اور اپنے آقا امریکہ کے سفیر کے ساتھ عبرتناک طور پر ضیاء الحق ہلاک ہوگیا۔ اور ایک جھُوٹ مُوٹ کا تابوت بناکر فیصل مسجد میں دفن کر دیا گیا۔ اب اُن کے چیلے ایک جھُوٹی قبر پر ہر سال اس کی برسی مناکر ثابت کر رہے ہیں کہ یہ سب آیتِ مُباہلہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن کے پورے پورے مصداق ہیں۔ ضیاء الحق نے نوّے دن میں الیکشن کروانے کا جھُوٹا وعدہ کرکے گیارہ سال تک پاکستان پر حکومت کی۔ لیکن یہ ایک الٰہی تصرّف ہے کہ اس کی ہلاکت پر ٹھیک نوّے دن گزرنے پر پاکستان میں الیکشن ہوگیا۔ اور پاکستان پر بھٹو پارٹی کی حکومت قائم ہوگئی جو ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دَور پر ہر روز لعنتیں ڈالنے لگی۔

بے نظیر بھٹو محترمہ بے نظیر بھٹو اور اسحٰق خاں کے دورِ اقتدار میں بھی جماعتِ احمدیہ پر بڑے بڑے مظالم ڈھائے گئے۔ ننکانہ صاحب اور چک سکندر میں جو کچھ ہُوا وہ تمام دُنیا جانتی ہے۔ حقوقِ انسانی کے عالمی اِداروں نے ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں اور بے نظیر بھٹو اور اسحٰق خاں کی ظالمانہ کارروائیوں کی بار بار مذمّت کی۔ مگر کچھ اثر نہ ہُوا۔ اب ان حکمرانوں نے پاکستان کو تباہی کے دہانہ پر لا کھڑا کیا ہے۔ حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہُ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں پاکستان کے حکمرانوں کو یہی پیغام ہے کہ توبہ کریں اور فرقہ پرستی کو ترک کر دیں۔ اور جماعت احمدیہ کو بھی وہی حقوق دیں جو دُوسرے پاکستانیوں کو حاصل ہیں۔ اور اپنے آئین میں سے جماعت احمدیہ کے لئے جو "غیر مُسلم" کے الفاظ ہیں وہ نکال دیں۔ اب اَور اللہ تعالیٰ کے غضب کو نہ بھڑکائیں ــــ!!

اب محترمہ بے نظیر بھٹو نے بھی اچھی طرح محسوس کرلیا کہ ۹۰ کا عدد اُن کو بھی مسٹر بھٹو اور ضیاء الحق کی طرح پیس کر رکھ دے گا۔ آپ فرماتی ہیں:ـ

"یہ وقت میرے دیش، میرے پریوار اور میرے لئے نہایت مشکل لمحات ہے۔ بیگم بے نظیر نے اس خط میں لکھا ہے کہ آئین نے چناؤ کے لئے جو نوّے دن دیئے ہیں جمہوریت ایک اَور نسل یا اُوِد کے لئے ٹل دی جائے گی۔ جنرل ضیاء نے جب جمہوری ڈھنگ سے چنی ہوئی سرکار کا ۱۹۷۷ء میں تختہ اُلٹا اس نے بھی نوّے دن کے اندر اندر چناؤ کرانے کا وعدہ کیا تھا اور یہ نوّے دن گیارہ سال میں بدل گئے۔" (روزنامہ ہند سماچار جالندھر ۲۴ر اگست ۱۹۹۰ء)

ہمارا بھارت پاکستانی ملّاؤں کی فتنہ پردازی کا ردِّ عمل ہمارے بھارت میں بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ ہندو فرقہ پرست آئے دن اخبارات میں بابری مسجد اور متھرا اور بنارس کی اسلامی عبادتگاہیں گرانے کے پروگرام شائع کر رہے ہیں۔ شری ایڈوانی کی خطرناک رتھ یاترا کے نتیجہ میں فرقہ وارانہ فسادات شروع ہوگئے ہیں۔ ۳۳ افراد گونڈہ میں موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے ہیں۔ ابھی ابھی پارلیمنٹ نے بھاجپا سے درخواست کی ہے کہ وہ شری ایڈوانی کی رتھ یاترا کو ختم کر دے۔ اور عدالت کے فیصلہ کو تسلیم کرلے۔ دیکھیں اس اپیل کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ بہرحال پاکستانی مُلا بھی اور بھارت کے ہندو فرقہ پرست بھی اپنے اپنے مذہب کی تعلیمات کے سراسر خلاف جبر و تشدد کی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ دونوں ملکوں کی تباہی کا موجب بن رہی ہیں، ہر دانشور کو اِس طرف توجہ کرنا چاہیئے ؎

بستیاں چاند ستاروں کی بسانے والو!
کرۂ ارض پہ بجھتے چلے جاتے ہیں چراغ

(عبد الحق فضل)

خطبہ جمعۃ المبارک

اس وقت دُنیا میں جو بے انتہا مصائب ہیں اور آنیوالے ہیں اور بہت ہی بڑے زلزلے رُونما ہونیوالے ہیں جن کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ ان میں یہ اہل اللہ ہیں جو دُنیا کو بچائیں گے اس لئے آج ایک یا دو یا تین یا چار کی نہیں بلکہ لاکھوں ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو اہل اللہ بن چکے ہوں اور خدا کی معیت انکو نصیب ہو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۰ ظہور (اگست) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ سرے یُو کے

مکرم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ......(ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:-

وَمَآ أُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ (سورۃ البیّنہ : آیت ۶)

بعدہٗ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

یہ آیت کریمہ جو کہ میں نے تلاوت کی ہے سُورۃ بیّنہ سے لی گئی ہے۔ اس ایک آیت میں نہ صرف اسلام کا خلاصہ بیان فرما دیا گیا ہے بلکہ تمام ادیان کا جو خدا کی طرف سے نازل کئے جاتے رہیں، خلاصہ بیان فرما دیا گیا ہے اور وَمَآ أُمِرُوْٓا میں تمام اہل کتاب کے دین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے کبھی بھی اہل کتاب، کو یعنی جن قوموں کی طرف کتاب نازل فرمائی، اس کے سوا اور کوئی دین عطا نہیں کیا کہ لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ۔ کہ وہ اللہ کی عبادت کریں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ دین کو خدا کے لئے خالص کرنے والے ہوں۔ اور حُنَفَآءَ ہوں یعنی ہمیشہ اللہ کی طرف جھکنے والے۔ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ اور نمازوں کو قائم کریں اور بنی نوع انسان کے لئے جیسا خدا چاہتا ہے خرچ کریں یا بھلائی کے کاموں پر خرچ کریں۔ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ۔ یہ وہ دین ہے جو قائم رہنے والا دین ہے۔ یعنی وہ تمام ادیان کی بنیاد ہے جو ہر زمانے میں، ہر حال میں، ہر قوم میں یکساں قائم رہی اور ہر دین کی عمارت اسی بنیاد پر کھڑی کی گئی۔

اس آیت میں عبادت کا ذکر پہلے کرنے کے بعد پھر نمازوں کے قیام کا ذکر فرمایا گیا ہے جو غور طلب بات ہے۔ اگر عبادت سے مراد نمازیں ہی ہیں تو پھر دوبارہ نمازوں کا ذکر کیوں فرمایا گیا۔ وَمَآ أُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ۔ انہیں کوئی حکم نہیں دیا گیا مگر یہ کہ وہ خدا کی عبادت کریں۔ اس کے بعد فرمایا۔ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور نماز کو قائم کریں۔ پس معلوم ہوا کہ پہلی جگہ جہاں عبادت کا ذکر ہے وہاں وسیع تر مضمون ہے اور دوسری جگہ رسمی عبادت جو مذاہب سکھاتے ہیں، وہ مذکور ہے۔ یعنی يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ میں وہ رسمی عبادات بیان کی گئی ہیں جو ہر مذہب نے اپنے ماننے والوں کو سکھلائیں اور ان میں آپس میں اختلاف بھی ہے۔ مختلف شکلوں میں وہ عبادتیں بجا لائی جاتی ہیں۔

پہلی آیت کا جو عبادت کا حصہ ہے اس کے ساتھ ایک شرط قائم کر دی گئی جو صرف اس عبادت کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ بعد میں آنے والے حصوں کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے۔ اس کا ترجمہ پھر یوں بنے گا کہ وَمَآ أُمِرُوْٓا۔ انہیں نہیں حکم دیا گیا۔ اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مگر یہ کہ خدا کی عبادت کریں۔ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ۔ دین کو اللہ کے لئے خالص کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے۔ اس کی تشریح کیا ہے۔ عبادت سے مراد کیا ہے؟ یہ بعد میں بیان فرمایا:

وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ

کہ اگر وہ خدا کی خاطر عبادت کریں گے اور خدا کی طرف جھکتے ہوئے عبادت کریں گے تو خدا اور بنی نوع انسان کے حقوق میں فرق نہیں کریں گے اور اُن کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کریں گے۔ پس پہلی عبادت میں خدا تعالیٰ سے تعلق کا وسیع تر مفہوم بیان ہوا ہے جس کے نتیجے میں انسان صرف خدا ہی کا نہیں ہوتا بلکہ اس کے بندوں کا بھی ہو جاتا ہے اور قیام نماز پر انحصار نہیں کرتا یا اکتفاء نہیں کرتا بلکہ قیام نماز کے ساتھ بنی نوع انسان کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی متوجہ رہتا ہے اور ان کا بھی پورا پورا خیال کرتا ہے پس زکوٰۃ جس کو ہم کہتے ہیں یہ صرف وہ رسمی شرح کے ساتھ چندہ ادا کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ زکوٰۃ جسم کی بھی ہوتی ہے عقل کی بھی ہوتی ہے۔ انسان کو خدا نے جو بھی توفیق عطا فرمائی ہے ہر ایک کی زکوٰۃ نکالنی پڑتی ہے اور یہ جو

واقفینِ نَو کی تحریک

ہے یہ بھی جماعت کی طرف سے اولاد کی زکوٰۃ ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ نے جو اولاد جماعت کو وسیع طور پر عطا فرمائی، اس میں سے ایک حصہ خدا کے حضور زکوٰۃ کے طور پر پیش کر دیا گیا۔ پس زکوٰۃ کا معنی بھی بہت وسیع ہے اور عبادت کا معنی بھی بہت وسیع ہے لیکن تینوں پر یہ شرط عائد ہوتی ہے کہ لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کہ خدا کی خاطر اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے ایسا کریں۔ پس مخلصین کی شرط عبادت کے عمومی مفہوم پر بھی اطلاق پائے گی۔ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کے حکم پر بھی اطلاق پائے گی اور زکوٰۃ کی ادائیگی پر بھی اطلاق پائے گی۔ اور اسی کا نام فرمایا دینِ قیّمہ ہے۔ اگر خدا کی خاطر دین کو خالص کئے بغیر انسان کسی نوع کی بھی کوئی عبادت بجا لائے وہ قبول نہیں ہو سکتی۔ خدا کی خاطر دین کو خالص کئے بغیر کسی رنگ میں بھی نمازیں قائم کرے وہ قبول نہیں ہوں گی اور خدا کی خاطر دین کو خالص کئے بغیر اگر کسی

طرح کی بھی انسان نکال لے تو وہ رد کر دی جائے گی۔ یہ بنیادی مفہوم ہے جس کے متعلق فرمایا گیا کہ یہ دینِ قیّمہ ہے۔ یہ ایک ایسا خداوند کی طرف سے جاری ہونیوالا مذہبی قانون ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوگی۔ ہمیشہ ہر مذہب کی بنیاد اسی اصل پر قائم کی جاتی رہی اور اسی اصل پر قائم رہے گی۔

اب لفظ حُنَفَآءَ کا کچھ مزید تعارف ہونا چاہیئے کہ اس سے کیا مراد ہے جب مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ فرمادیا گیا تو اس کا مطلب ہے: اپنے دین کو خدا کے لئے خالص کر دیا۔ حُنَفَآءَ سے کیا مراد ہے۔ "حنیف" حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا لقب ہے۔ اور جیسا کہ اس سے پہلے میں بعض دفعہ خطبات میں بھی اور قرآن کریم کے درس میں بھی بیان کر چکا ہوں کہ حنیف کا لفظی ترجمہ ہے: ٹیڑھا اور ایک طرف جھکا ہوا۔ چنانچہ لنگڑے کو بھی حنیف کہا جاتا ہے جس کا ایک پاؤں مڑا ہوا ہو جس کو پنجابی میں "ڈڈا" کہتے ہیں۔ اس کو بھی عربی زبان میں حنیف کہا جاتا ہے۔ پس یہاں حنیف" سے کیا مراد ہے؟ مراد یہ ہے کہ ایک طرف جھکا ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف ایسا جھکاؤ کہ جب بھی یہ فیصلہ درپیش ہو کہ گرنا ہے تو کس طرف گرنا ہے تو ہمیشہ خدا کی طرف گرے۔ اب پل صراط کا جو نقشہ آپ کے ذہن میں آتا ہے۔ عرفِ عام میں پل صراط کے متعلق بڑی بڑی کہانیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس کے نتیجے میں عرفِ عام میں ایک پل صراط کا نقشہ ذہن میں آتا ہے کہ ایک بہت ہی باریک راستہ ہے اور اس میں خطرہ ہے کہ انسان کسی طرف گر جائے۔ اصل نقشہ مکمل تب ہو کہ اگر پل صراط کے ایک طرف جہنم ہو اور ایک طرف جنت ہو اور آدمی کے لئے ہمیشہ یہ خطرہ رہتا ہے کہ کہیں لڑکھڑائے اور کسی سمت میں گر جائے۔ یہ حنیف کا لفظ یہ نقشہ پیش کرتا ہے کہ جب بھی ایسے فیصلے درپیش ہوں کہ انسان نے دنیا کو اختیار کرنا ہے یا دین کو اختیار کرنا ہے یا کبھی انسان لغزش بھی کھائے تو جب بھی گرے خدا کی طرف گرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اسی بنا پر بیعت میں یہ شرط رکھی کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ جب بھی میرے سامنے دو فیصلے آئیں گے ایک دنیا کا اور (ایک) دین کا اور ان کا مقابلہ ہوگا تو میں ہمیشہ بالارادہ دین کو دنیا پر ترجیح دوں گا۔ لیکن حنیف میں ارادے کا دخل نہیں ہے۔ حُنَفَآءَ جو حنیف کی جمع ہے اس میں مزاج اور فطرت کا بیان ہے۔ ایک ایسا شخص جس کی فطرت نیک ہو اور پاکیزہ ہو اس کا جھکاؤ ہمیشہ خدا کی طرف اور بھلائی کی طرف رہنے والا ہو۔ پس اس کی ٹھوکر بھی اس کو نجات دینے کا موجب بنے اور اس کا بالارادہ فیصلہ بھی نجات ہی کا موجب بنے۔ اس سے غلطیاں بھی ہوں تو صحیح سمت میں ہوں اور اس طرح اس کو ایک محفوظ زندگی یا معصوم زندگی خدا کی طرف سے عطا کی جاتی ہے جس کا ماڈل حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو پیش کیا گیا اور ان کا نام ہی حنیف رکھ دیا گیا۔

لفظ حنیف کے ساتھ ہی عربی کا ایک اور لفظ بھی ہے جس میں صرف ایک نقطے کا اضافہ ہے یعنی جنیف۔ "ح" کے نیچے نقطہ ڈال دیں تو وہ "ج" بن جاتی ہے اور اگر "حنف" کے "ح" میں نقطہ ہو تو "جنف" بن جائے گا۔ اب یہ عربی زبان کا کمال کہنا چاہیئے یا یہ کہنا چاہیئے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ فرمایا کہ یہ الہامی زبان ہے۔ یہ انسان کی بنائی ہوئی زبان نہیں ہے۔ اسے تسلیم کریں تو یہ چھوٹی سی مثال اس ایمان کو، اس یقین کو اور تقویت دیتی ہے۔ ایک ایسی چیز جو دو سمتوں کے درمیان متوازن ہو گئی ہو اگر ایک نقطے کا بھی اس میں اضافہ ہو تو وہ ایک دوسری طرف گر پڑے گی۔ پس حنف ہے ہر وقت خدا کی طرف گرنے والا اور اگر اسی پر دنیا کے ایک نقطے کا بوجھ [illegible] آجائے تو وہ دنیا کی طرف گر پڑے گا۔ اور یہ حقیقی پل صراط ہے [illegible] ہیں بہت احتیاط سے قدم اٹھانا ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشتی نوح میں اپنی تعلیم پیش کی ہے یعنی قرآن مراد ہے [illegible] تعلیم [illegible] کو حضرت [illegible] بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے [illegible]

ہماری [illegible]

کے نام سے ایک الگ رسالے کی صورت میں بھی شائع کیا۔ اس میں جہاں ایسے مقامات آتے ہیں کہ اگر تم میں دنیا کی ایک ذرہ بھر بھی ملونی ہو تو تم قبول نہیں کئے جاؤ گے اور قریب ہے کہ تم ہلاک ہو جاؤ۔ اس کو پڑھ کر بعض احمدی ایسے خوفزدہ ہوتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ بعضوں نے مجھے کہا کہ ہم سے تو یہ کتاب پڑھی نہیں جاتی۔ کیونکہ اس کا ایک ایک فقرہ ہمیں متہم کرتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا دین سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ جتنا اعلیٰ معیار پیش فرمایا گیا ہے اور جتنی اعلیٰ توقعات جماعت سے وابستہ فرمائی گئی ہیں اُن کے پیشِ نظر تو یہ نظر ہی نہیں آتا کہ کوئی احمدی دنیا میں موجود ہو لیکن وہ اس عارفانہ نکتے کو نہیں سمجھتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اسلام کی سب سے اعلیٰ تعریف فرمائی ہے اور یہ تعریف آپ پر صادق آتی تھی تو ہر جگہ جب فرماتے ہیں کہ اس کا مجھ سے تعلق نہیں تو مراد یہ ہے کہ وہ اس مقام کو نہیں حاصل کر سکا جس مقام کو دینے کے لئے میں آیا ہوں۔ اور یہ وہ مقام ہے جو میں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی متابعت میں پایا اور اس میں ایک نقطہ بھی دنیا کی ملونی کا شامل نہیں ہے۔ یہ وہی "ح" پر زائد ہونیوالا نقطہ ہے جو ایک ظاہری تمثیل بن گیا ہے اور روحانی معنوں میں یہ وہ نقطہ کہلائے گا جو ایک متوازن شخصیت کو ایک طرف گرا دے اور یہ دنیا کا نقطہ ہے۔ یہ جب داخل ہو جائے تو فیصلوں میں ہمیشہ انسان دنیا کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔ اب یہ محض ایک فلسفیانہ بات نہیں ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں اگر آپ غور کی نظر سے اپنے فیصلوں کو دیکھیں تو ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ بعض لوگ جب دو راہوں پر کھڑے ہوتے ہیں تو بڑا مشکل وقت ہوتا ہے صحیح فیصلہ کرنے کا۔ اور وہ اُن دو راہوں پر بسا اوقات دنیا کی طرف جھکنے والے فیصلے کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو جب دو راہوں پر کھڑے ہوتے ہیں تو خواہ کیسا ہی کڑا فیصلہ ہو وہ ہمیشہ دین کی طرف مائل ہونیوالا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن گواہی دیتا ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں کیونکہ وہ دینِ قیّمہ پر قائم ہیں پس دینِ قیّمہ کی تعریف میں حنیف کا داخل ہونا ضروری تھا ورنہ کیا پتہ کہ کسی کا دین خالص ہے کہ نہیں ہے۔

پس مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ کا تعلق نیت سے ہے اور انسان کے اندرونی رجحان سے ہے۔ وہ اگر سچا اور خالص ہوگا تو اس کے نتیجے میں لازماً وہ شخص حنیف بنے گا۔ یعنی عملی دنیا میں وہ ہمیشہ خدا کی طرف گرنے والا اور خدا کی طرف جھکنے والا بن جائے گا ورنہ اس کا یہ دعویٰ کہ میں دین، خدا کے لئے خالص کر چکا ہوں یہ دعویٰ درست نہیں ہے پس ایک پہلو سے مُخْلِصِیْنَ کہہ کر اندرونی کیفیت کا بیان فرما دیا گیا دوسرے پہلو سے اس اندرونی کیفیت کی پہچان کی کسوٹی ہمیں عطا کر دی گئی۔ ہزاروں دعویدار ہوں گے جو کہیں گے ہم دین کو اللہ کے لئے مخلص کرنے والے ہیں۔ تم اُن کو پہچان سکتے ہو۔ یہ کہنے کی ضرورت بھی نہیں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ یہ کہنے کی بھی ضرورت نہیں کہ تم سچ بول رہے ہو۔ روزمرہ کی زندگی میں اُن کے اعمال خود بتاتے چلے جائیں گے کہ وہ اپنے اس دعوے میں سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔ کیونکہ حُنَفَآءَ ہونے کا فیصلہ ایک ایسا فیصلہ ہوگا جو دکھائی دینے والا ہوگا۔ جہاں کبھی دوراہے آئیں گے جھوٹ اور سچ کے درمیان تمیز کرنی ہوگی۔ جھوٹ کی پناہ لینی ہے کہ سچ کی پناہ لینی ہے۔ ایسے موقعوں کے اوپر اُن کا فیصلہ خود بتادے گا کہ وہ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ تھے یا نہیں تھے۔

پس

جماعت احمدیہ کو اس بار یک نظر سے

اپنی نیتوں کا حساب اپنے آپ سے لیتے رہنا چاہیئے اور روزمرہ کی زندگی میں یہ عادت ڈالنی چاہیئے کہ وہ جب بھی فیصلہ کرتے ہیں تو "حنیف" کے فیصلے کرتے ہیں یا "جنیف" کے فیصلے کر رہے ہیں۔ ان کی کونسی شخصیت اُبھرتی ہے۔ اگر اُن کے فیصلوں میں حنف کا عنصر غالب ہے تو پھر دنیا کی ملونی غالب ہو گی اور اگر [illegible] عنصر

غالب ہے تو دین کی طونی غالب ہوگئی اور اس کے بعد پھر جہاں غلبہ ہو وہاں خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ غلبے والے حصے کو بڑھاتا چلا جاتا ہے اور کم تر حصے کو دُور کرتا چلا جاتا ہے۔ اِس لئے یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ ہرگز مراد یہ نہیں کہ ہر انسان جب وہ حنیف بنتا ہے تو اچانک مکمل حنیف بن جاتا ہے اور دُنیا کی طونی کا نشان تک باقی نہیں رہتا۔ یہ سلوک کا ایک رستہ ہے جس پر چلتے ہوئے رفتہ رفتہ اگلی منازل تک انسان کی رسائی ہوتی ہے لیکن آغاز ہی سے یہ فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے کہ اس کا انجام کہاں ہوگا۔ اگر اس کے روز مرّہ کے فیصلوں میں حنف کا عنصر غالب ہو۔ یعنی خدا کی طرف جُھکنے کا عنصر غالب ہو، پھر بعض فیصلوں میں ٹھوکر بھی کھا چکا ہو اور بعض باتوں میں اُس نے دُنیا کو بھی ترجیح دی ہو تو جہاں تک میرا قرآن کریم کا مطالعہ ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے بچنے کے امکانات زیادہ ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غفورٌ رحیم ہے۔ اُس کی مغفرت اُس کی ہر دوسری صفت پر غالب ہے۔ اِس لئے وہ شخص جو بالعموم خدا کی طرف جُھکنے والا ہو، اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ اس کی نیکی کے دائرے کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے اور اس کی بدی کے دائرے کو کم کرنا شروع کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ نقطہ جو "جیم" کا "جنف" کا نقطہ ہے وہ کلیتۃً مِٹ جاتا ہے اور اس کا انجام پھر حنف پر ہوتا ہے تبھی قرآنِ کریم نے ہمیں یہ دُعا اصرار سے سکھائی وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ اَے خدا! ہمیں ایسی حالت میں وفات دینا کہ ہم تیرے نزدیک ابرار میں شمار ہو چکے ہوں۔ اسی لئے انجام بخیر کی دُعا کی طرف اولیاء نے بہت توجہ کی ہے اور بارہا

انجام بخیر کی دُعا

مانگا بھی کرتے تھے اور دوسروں سے اس کی درخواست بھی کیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے قادیان میں بچپن میں جب صحابہ کی اکثریت وہاں پھرا کرتی تھی تو اُس زمانے میں اکثر صحابہ جو دُعا کی درخواست کیا کرتے تھے وہ انجام بخیر کی دُعا کی درخواست کیا کرتے تھے اور سب سے پہلے یہ بات مَیں نے اُن ہی سے سیکھی۔ اُس وقت سمجھ نہیں آیا کرتی تھی کہ یہ بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پانے والے "دین کی صفِ اوّل کے لوگ" یہ ہم بچوں سے یہ کیوں درخواست کرتے ہیں کہ دُعا کرو کہ ہمارا انجام بخیر ہو۔ بعد میں جب قرآن کریم کے مطالعہ سے زیادہ سمجھ آئی تو اُس وقت پتہ چلا کہ انجام بخیر سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ ہلاک ہونے والوں میں نہ ہم مریں۔ بلکہ جس رستے پر خدا ڈالتا ہے اُس کے اختتام تک پہنچیں۔ اپنی نیکی کا انتہائی عروج حاصل کریں۔ ہر شخص کی انتہاء الگ الگ ہے۔ ہر شخص کو خدا تعالیٰ نے نیکی کا ایک دائرہ بخشا ہے۔ اس دائرے تک اس کی نیکی پھیل سکتی ہے۔ وہ اُس کی حدود ہیں۔ یا آسمان کی رفعتوں میں اس کا ایک نقطہ ہے جس تک وہ پہنچ سکتا ہے تو "تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ" یا نیک انجام کی دُعا کا یہ مطلب ہوگا کہ اَے خدا! ہمیں اس نقطۂ عروج تک پہنچا دے جو ہماری ذات کے تعلق میں ہے ہمیں اَبرار میں داخل کر دے یعنی بِرّ ہی بِرّ رہے اور بدی کا کوئی پہلو باقی نہ رہے۔

حضرت مصلح موعودؓ

کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو پیشگوئی تھی، اُس میں یہ تھا کہ جب وہ اپنے کام مکمل کرلے گا تب خدا اُس نقطہ آسمان کی طرف رفع کرے گا جو اُس کے لئے مقدر ہے۔ پس اَبرار میں مرنے یا نیک انجام پانے سے مراد یہی ہے کہ ہمیں اُس وقت تک زندہ رکھ اور رفتہ رفتہ اُس مقام کی طرف ہماری راہنمائی فرماتا چلا جا جس مقام میں جا کر دنیا کا کوئی نقطہ باقی نہیں رہتا اور خالصۃً ہم تیرے ہو جاتے ہیں۔

پس جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر تم میں دُنیا کی کوئی ملونی ہوئی تو تم ہلاک ہو، اس کا ایک اور حل یہ بھی ہے کہ ایسے عاجز بندے جو دُنیا کی ملونی رکھتے ہوئے نیکی کی طرف میلان رکھتے ہیں اور فکر رکھتے ہیں اور ہمیشہ اپنے گناہوں پر غموں میں گھلتے رہتے ہیں اور یہ دُعا کرتے رہتے ہیں کہ اَے خدا! ہمیں اَبرار میں مارنا۔ خدا تعالیٰ رفتہ رفتہ ان کو مارتے وقت اس مقام تک پہنچا چکا ہوتا ہے کہ دنیا کا کوئی نقطہ ان میں باقی نہیں رہتا۔ ایک یہ معنی ہیں مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ کے۔ دوسرے اس کے معنی عشق کے ہیں اور محبت کے ہیں۔ "مُخْلِصِیْنَ" کسی کے لئے مخلص ہونے سے مراد ہے اس سے محبت کرنا۔ اور محبت کی پہچان یہ ہے کہ غیر محبوب کے مقابل پر ہمیشہ انسان محبوب کو ترجیح دیتا ہے۔ اس کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ جس چیز سے محبت ہے اُس کے مقابل پر اُس کو ترجیح دیدے جس سے نفرت ہے۔

یہ ایک قانونِ فطرت ہے

جس میں کسی انسان کا دخل نہیں، چارہ کوئی نہیں۔ جیسے کششِ ثقل ہر چیز کو اپنے دائرے میں اپنی طرف کھینچتی ہے اور اس کے خلاف کوئی طاقت کام نہیں کر سکتی اسی طرح وہ چیزیں جو بظاہر زمین سے دُور ہو رہی ہوتی ہیں اپنے مکینکل ذریعوں سے، کششِ ثقل ان کو بھی کھینچ رہی ہوتی ہے۔ جب مَیں کہتا ہوں کہ دُنیا کی کوئی طاقت اس قانون سے باہر نہیں رہ سکتی تو یہ بالکل درست بات ہے۔ ہر چیز جو زمین سے دُور ہو رہی ہے کسی اَور ذریعے سے، اس پر بھی کششِ ثقل مسلسل اثر انداز ہو رہی ہوتی ہے اور اس کو اپنی طرف کھینچ رہی ہوتی ہے۔ یہ وہ قوانین ہیں جو غیر مبدّل ہوا کرتے ہیں، ان کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ تو محبت کا قانون یہ ہے کہ جب بھی دو فیصلے ہوں، انسان قدرتاً، طبعاً محبت کی طرف جُھکتا ہے اور نفرت کو کبھی محبت پر ترجیح نہیں دیتا۔ مخلصین سے مراد ہے: محبت کرنے والے اور حُنَفَآءَ میں اُن کی محبت کی پہچان بتادی۔ وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ ہم خدا سے محبت کرتے ہیں اُن کے اعمال تبھی قبول ہوں گے اگر وہ محبت کے ساتھ عبادت بجا لانے والے ہوں۔ اگر وہ خدا کی محبت کے ساتھ نمازیں پڑھنے والے ہوں۔ اگر وہ خدا کی محبت کے ساتھ زکوٰۃ دینے والے ہوں۔ پہچان کیا ہے؟ ایسے لوگ حنیف ہوا کرتے ہیں۔ جب بھی خدا کے مقابل پر غیر اللہ کی بات ہو تو وہ خدا کی طرف جُھکتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے جھوٹ سے بچنے کی ایک نصیحت کے وقت بھی یہی نصیحت فرمائی کہ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ بِهٖ (سورۃ الحج: آیات ۳۱-۳۲) کہ قولِ زور سے بچو۔ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ۔ اِس کا کیا مطلب ہے کہ جھوٹ سے بچو اللہ کے لئے حنیف ہوتے ہوئے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا گیا کہ شرک نہیں کرنا۔ مراد یہ ہے کہ جھوٹ کے وقت انسان غیر اللہ کی پناہ میں آتا ہے اور جھوٹ کو اختیار کرنا ہی یہ بتا رہا ہے کہ اللہ کی طرف جُھکاؤ نہیں ہے۔ دُنیا کی طرف جُھکاؤ ہے۔ اِس لئے جھوٹ ثابت کرتا ہے کہ انسان حنیف نہیں رہا۔ ایک اس کا یہ مطلب ہے۔ دوسرا یہ مطلب ہے کہ جھوٹ تم اِس لئے اختیار کرتے ہو کہ تمہارا توکل غیر اللہ پر ہے۔ اگر تم جھوٹ سے بچو اور یہ سوچ کر بچو کہ اب تو مَیں نے غیر سے توکل ہٹا دیا ہے۔ اب میرا توکل اللہ پر ہو گیا ہے۔ مَیں اللہ کی طرف گِر گیا ہوں تو پھر شرک نہیں کرنا۔ پھر یاد رکھنا کہ خدا ایسے گرنے والوں کو سنبھال لیا کرتا ہے۔ تو یہ وہی مضمون ہے کہ حنیف اُس شخص کو کہتے ہیں جہاں فیصلوں میں یہ خطرہ بھی ہو کہ دوسری طرف میری ہلاکت ہے۔ اِس ہلاکت کو دیکھتے ہوئے یعنی ایسے مقام پر سچ بولنا جہاں بتہ ہو کہ اس کی سزا یقینی ہوگی پھر بھی گرتا ہے تو خدا کی طرف گرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی صورت میں اگر تم جھوٹ سے اس لئے پرہیز کرنے والے ہو کہ تم حنیف ہو چکے ہو۔ تم مجبور ہو۔ بے اختیار ہو۔ میرے سوا تمہارا کوئی دَر ہی نہیں رہا۔ تو پھر یاد رکھو کہ اگر تم مشرک نہیں ہو تو مَیں بھی موحدین کو چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ مَیں تمہاری ضرور حفاظت کروں گا۔ تمہیں (اپنی پناہ میں) لے لوں گا۔ تمہیں اپنی گود میں اُٹھا لوں گا۔ پس یہ وہ مضمون ہے مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ کا، جس میں جیسا کہ مَیں نے بیان کیا تھا محبت کا پہلو بھی بہت نمایاں ہے۔ اخلاص

اور محبت دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور اس کی پہچان یہی ہوا کرتی ہے کہ دو فیصلوں میں ہمیشہ جس شخص سے محبت ہے اس کے حق میں فیصلہ ہوا کرتا ہے۔ جس سے محبت نہ ہو لیکن اس میں انصاف کی بات نہیں ہو رہی۔ میں کسی اور کے حق میں انصاف کی بات نہیں کر رہا۔ اپنے رجحانات کی بات کر رہا ہوں۔ ایک انسان نے دو چیزوں میں سے ایک اختیار کرنی ہے۔ وہاں انصاف کا فیصلہ نہیں ہے۔ اس اختیار کے وقت ہر شخص لازماً بے اختیار ہو کر محبت والا فیصلہ کرے گا۔ اور جس سے کم محبت ہے اس کی طرف نہیں جھکے گا۔ پس

بغیر محبت کے کوئی عبادت نہیں

یہ نتیجہ نکلا۔ بغیر محبت کے نہ کوئی نماز ہے نہ کوئی زکوٰۃ ہے اور اس مضمون کو مزید تقویت ملتی ہے قرآن کریم کی ایک اور آیت سے، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم! (نام تو نہیں لیا گیا مگر مخاطب آپ ہیں) ان سے کہہ دے جو تیری پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں کہ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اس کے دو معنی ہیں۔ یعنی ایک ہی معنی میں اگر پہلے حصے پر زور دیا جائے تو اور معنی نکل آئیں گے۔ دوسرے حصے پر زور دیا جائے تو دوسرے معنی ابھر آئیں گے۔ عام طور پر دوسرے حصے پر زور دیا جاتا ہے اور یہ مطلب ہے جو اپنی ذات میں درست ہے کہ اے محمد! یہ اعلان کر کہ اگر تم خدا کی محبت کے اپنے دعوے میں سچے ہو تو میری پیروی کر کے دکھاؤ۔ کیونکہ میں محبت کے دعوے میں سچا ہوں اور اس محبت کے نتیجے میں جو تقاضے پیدا ہوتے ہیں وہ میں پورے کر رہا ہوں۔ اس لئے میری پیروی کرو تو تمہاری محبت کا دعویٰ سچا نکلے گا۔ اگر پہلے حصے پر زور دیا جائے تو ایک اور معنی نکلتا ہے۔ جو مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ کے معنے کو اور واضح کر دیتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر تم نے میری پیروی کرنی ہے تو محبت کے بغیر نہیں کر سکو گے۔ اگر خدا سے محبت نہیں ہے تو نہیں کر سکو گے۔ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ۔ یعنی تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ، پہلے حصے پر زور ہوگا۔ مراد یہ ہوگی کہ میری پیروی کرنے کی خواہش رکھنے والو یاد رکھو۔ اگر تمہیں خدا سے محبت ہے تو پیروی کر سکو گے۔ اگر خدا سے محبت نہیں ہے تو نہیں کر سکو گے۔ پس حُنَفَآءَ لِلّٰهِ کا مضمون اور کھل کر واضح ہو گیا کہ اگر خدا سے محبت ہے تو پھر عبادتیں، نیکیاں، زکوٰۃ، خدمتیں سب قبول ہوں گی۔ اگر نہیں ہے تو پھر یہ ساری ظاہری چیزیں ہیں اور بے معنی اور بے حقیقت ہو جاتی ہیں۔

اس مضمون کو سمجھنے کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ کیوں دنیا میں بڑے بڑے عبادت گزار اور جبہ پوش اور دستار بند لوگ ایسے ہیں جن کے متعلق انسان اپنی فطرت سے محسوس کرتا ہے کہ یہ تقویٰ سے خالی لوگ ہیں۔ بے معنی اور بے حقیقت لوگ ہیں۔ ان کے اندر کشش کی بجائے نفرت پیدا ہوتی ہے اور اپنی طرف جذب کرنے کی بجائے وہ دھکے دینے والے لوگ ہوتے ہیں۔ ان میں رعونت دکھائی دے گی۔ ان میں دنیا کے لحاظ سے بہت بڑائی اور رعب بھی دکھائی دے گا۔ مگر پیار سے خالی لوگ ہوتے ہیں۔ کیونکہ جن کی عبادتیں اللہ کے پیار سے خالی ہوں ان کے تعلقات دنیا کے پیار سے بھی خالی ہو جایا کرتے ہیں۔ یعنی وہ خود دنیا کی طرف جھکتے ہیں مگر دنیا والوں کے لئے ان کے دلوں میں سچا پیار نہیں ہوتا۔ پس دنیا سے پیار ہونا اور چیز ہے اور اہل دنیا سے پیار ہونا اور چیز ہے۔

اہل دنیا سے پیار صرف اسی وقت نصیب ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ سے پیار ہو۔ پس یہاں بھی یہی مضمون ہے کہ زکوٰۃ بھی تب قبول ہوگی اگر اللہ سے پیار ہوگا اور زکوٰۃ کا سلیقہ بھی تب آئے گا اگر خدا تعالیٰ سے پیار ہوگا۔ پس تمام جماعت کو اب اس پہلو پر زور دینا چاہئے اور اپنی عبادتوں کو وہ اللہ ہی کرنا چاہئے۔ کیا پتہ ہم ساری عمر عبادتیں کرتے رہے ہوں اور ساری عمر چندے بھی دیتے رہے ہوں۔ لیکن خدا کی محبت خالص نہ ہو تو یہ ساری چیزیں ضائع ہو رہی ہوں۔ اس لئے جب سو دو ... کرتے ہیں تو سودوں کی قیمت وصول کرتی ہے۔ ایسی زندگی کا کیا فائدہ کہ انسان قربانی بھی کر رہا ہو اور قربانی کا حاصل بھی کچھ نہ ہو۔ ایک ایسی جگہ کاشت کر رہا ہو جو زمین پیداوار کی اہلیت نہیں رکھتی۔ میں نے دیکھا ہے بعض بیچارے زمیندار لوگ ساری عمر ایسی زمین پر ٹکریں مارتے رہتے ہیں جہاں سے نکلتا کچھ نہیں۔ وہ قرضوں میں دبے رہتے ہیں۔ بچے اُن کے نوکریاں کر کے اُن کو پال رہے ہوتے ہیں لیکن وہ زمین کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ تو وہی کاشت وہی محنت اچھی ہے جس کے نتیجے میں پھل حاصل ہو۔ پس اگر عبادتیں کرنی ہیں تو پھلدار عبادتیں کریں۔ اگر چندے دینے ہیں تو پھلدار چندے دیں۔ اگر عوام الناس کی خدمت کرنی ہے تو ایسی خدمت کریں جس کے نتیجے میں آپ کو کچھ حاصل ہو اور اس میں دونوں طرف محبت کی شرط رکھ دی گئی ہے۔ اگر محبت سے عبادتیں کرو گے، اگر محبت سے نمازیں تمام کرو گے، اگر محبت سے صدقات دو گے تو یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی ہوگی۔ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی سچی پیروی کے نتیجے میں فرمایا: يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ تمہارا پھل یہ ہے کہ اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ اب اللہ اگر محبت کرنے لگے تو یہ بات تو کوئی چھپی نہیں رہ سکتی۔ یہ ایسی بات نہیں ہے جس کے لئے کہنے والے کو ڈھنڈورے پیٹنے پڑیں۔ اس کے نتیجے میں علامتیں ظاہر ہوا کرتی ہیں۔

اہل اللہ کی اپنی علامتیں ہیں

اور جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کے بندے بنتے ہیں، ان سے وہ علامتیں اہل اللہ کو ممتاز کر دیا کرتی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو بڑی تفصیل کے ساتھ اپنے گہرے اور لمبے تجربے کی روشنی میں بیان فرمایا ہے۔ اس لئے یہ ساری باتیں اپنی جگہ درست۔ لیکن جب تک آخری نتیجہ نہ نکلے، کوئی شخص نہ مطمئن ہو سکتا ہے نہ اُسے مطمئن ہونے کا کوئی حق حاصل ہے جب تک وہ خدا سے اُس کے پیار کی علامتیں نہ حاصل کرے اور یہ علامتیں وہ خود بیان کر کے اپنے ڈھنڈورے نہیں پیٹا کرتا۔ لیکن دن بدن اُس کے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے پیار کے جلوے نازل ہوتے ہیں اور اُس کی کیفیت بدلنے لگتی ہے۔ پھر لوگ اس کو دیکھتے ہیں۔ پھر خدا اُس کو بعض دفعہ ظاہر کرتا ہے اور بعض دفعہ نہیں کرتا اور دونوں صورتوں میں خدا کے ایسے بندے جو حُنَفَآءَ لِلّٰهِ ہیں وہ کلیۃً مطمئن رہتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ ظاہر نہ کرنے کی صورت میں زیادہ مطمئن ہوتے ہیں اور مزے کر رہے ہوتے ہیں اپنی ذات میں۔ ظاہر ہوتے ہیں تو خدا کی خاطر ہوتے ہیں اور دنیا کو خدا کی طرف بلانے کے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب ظاہر نہیں تھے اُس وقت بھی وہ خدا کے تھے اور خدا سے اسی طرح راضی تھے جب ظاہر ہوئے تو وہ جو اندرونی سکون تھا اور اطمینان نصیب تھا اُس کی قربانی دے کر ظاہر ہوئے ہیں اور بہت بھاری قیمت دینی پڑی مگر چونکہ خدا کی خاطر تھا اس لئے پھر بھی مطمئن رہے۔ جو ریاکار لوگ ہیں اُن کا اُلٹ حساب ہوتا ہے وہ جب تک ظاہر نہ ہوں یعنی اپنے آپ کو ظاہر نہ کریں اُس وقت تک وہ بے چین رہتے ہیں۔ اُس وقت تک اُن کی زندگی عذاب میں مبتلا رہتی ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو ظاہر کر دیں تو پھر اُن کے بوجھ ہلکے ہو جاتے ہیں۔

پس اہل اللہ کا مخفی ہونا اور حیثیت رکھتا ہے اور دنیا داروں کا مخفی رہنا اور حیثیت رکھتا ہے۔ اہل اللہ کا ظاہر ہونا اور حیثیت رکھتا ہے اور دنیا داروں کا ظاہر ہونا بالکل اور حیثیت رکھتا ہے۔ خدا کے بندے جب ظاہر ہوتے ہیں تو تکلیف کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کریں اور آپ کے اشعار کا مطالعہ کریں تو یہی مضمون ملتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ مجھے تو دنیا میں نکلنے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ بڑے اطمینان سے

میں تیری محبت کے سائے تلے تیری محبت میں ڈوبا ہوا زندگی بسر کر رہا تھا

تُو نے مجھے نکالا ہے تو میں نکلا ہوں۔

اور تیری خاطر نکلا ہوں۔ پس اگر نیت خالص ہو یعنی مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ کے درجے سے انسان تعلق رکھتا ہو تو اس کے بعد اس کی ہر ہجرت خدا کی طرف ہوتی ہے۔ وہ مخفی رہ کر بھی خدا کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔ وہ ظاہر ہو کر بھی خدا کی طرف حرکت کر رہا ہوتا ہے اور اس پہلو سے اس کے اخلاص کے اُوپر خدا اُس کے اخفاء کی حالت میں بھی گواہ رہتا ہے اور اس کی اعلانیہ حالت میں بھی گواہ رہتا ہے۔ شرط یہی ہے کہ خدا سے محبت کا تعلق ہو اور پیار کا تعلق ہو اور یہ محبت ہر دوسرے رشتے پر غالب ہو۔ جتنے لوگ دُنیا میں ٹھوکر کھاتے ہیں وہ اس مقام پر جا کر ٹھوکر کھاتے ہیں جہاں خدا کی محبت سے دُنیا کی محبت یا اولاد کی محبت یا اپنی عزت کی محبت آگے اونچا سر نکالے ہوئے کھڑی ہوتی ہے۔ جب تک ان کا امتحان اس مقام تک نہیں پہنچتا وہ مخفی رہتے ہیں۔ یعنی ان کا نفاق مخفی رہتا ہے۔ اُن کی نیکی مخفی نہیں رہتی۔ نیکی ظاہر رہتی ہے اور نفاق مخفی رہتا ہے۔ جب ابتلاء اتنا سر اُٹھالے یا اتنا بلند ہو جائے کہ وہاں جا کر خدا کی محبت کوتاہ رہ جائے اور اس کا قد چھوٹا رہے اور ان کی اولاد کی محبت اور مال کی محبت اور عزت نفس کی محبت اونچی نکلی ہوئی ہو تو وہ ابتلاء پھر ان کو خدا سے الگ کر دیتا ہے۔ اُس وقت وہ ننگے ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت وہ ظاہر ہوتے ہیں اور پتہ چلتا ہے کہ یہ کیا تھے جو اب اُبھر کر SURFACE پر یعنی سطح آب پر اُبھر کر نکلے ہیں تو کیا شکل نکلی ہے۔ سطحِ آب کے نیچے ڈوبی ہوئی ہزار چیزیں ہیں۔ کہیں بھیانک مکروہ جانور بھی ہیں۔ کہیں بڑی بڑی خوبصورت مچھلیاں بھی ہیں۔ باہر آئیں تو پتہ چلے نا۔ تو ابتلاء یہ کام کیا کرتا ہے کہ اندرونی گندے وجود کا سِر جب باہر نکلتا ہے تو نہایت بھیانک اور مکروہ شکل میں نکلتا ہے۔ اُس وقت پتہ چلتا ہے کہ ان کی خدا کی محبت کا قد بس اتنا سا ہی تھا۔ اور اپنی محبتوں کے قد اس سے بہت اُونچے تھے۔ پھر وہ خدا کی محبت کے بغیر وجود نکلتا ہے اور وہ مکروہ ہوتا ہے۔ لیکن اہل اللہ کو ابتلاء اور رنگ میں دکھاتے ہیں۔ اُن کی نیکیاں مخفی ہوتی ہیں اور جب ابتلاء اُن کو اُچھالتے ہیں تو اُن کی اپنی ساری محبتیں پیچھے رہ جاتی ہیں، ڈوبی ہوئی رہ جاتی ہیں، صرف خدا کی محبت کے ساتھ وہ چلتے ہیں اور خدا کی محبت کے ساتھ دنیا پر جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو خدا کبھی نہیں چھوڑتا۔ ہمیشہ اُن کی حفاظت فرماتا ہے۔ اُن کے ساتھ رہتا ہے۔ اسی کا نام اللہ کی معیت ہے۔ معیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ چار قدم کی معیت اور پھر خدا پیچھے اور آپ آگے۔ یہ معیت کا مطلب ہے کہ وہ ایمان لانے والے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے وہ یہ ہوتے ہیں جو دین کو خدا کے لئے خالص کرتے ہیں اور ہر دوسرے کے مقابل پر خدا کی محبت کو غالب سمجھتے ہیں۔ اُس کے ہو کے رہ جاتے ہیں۔ پس اس مضمون کو سمجھ کر یہ دُعا کرنی چاہیئے کہ ہم

احمدیوں کو کثرت کے ساتھ ایسے خدا والے عطا ہوں

یا جماعت احمدیہ کو کہنا چاہیئے، کثرت کے ساتھ ایسے خدا والے عطا ہوں جو ہر امتحان کے بعد جب وہ ظاہر ہوا کریں تو خدا کی معیت کے ساتھ ظاہر ہوا کریں۔ خدا کے حُسن اور خدا کے جلووں کے ساتھ ظاہر ہوا کریں اس وقت دنیا میں جو بے انتہا مصائب آ رہے ہیں اور آنے والے ہیں اور بہت ہی بڑے زلزلے رونما ہونے والے ہیں جن کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں اُن میں یہ اہل اللہ ہیں جو دُنیا کو بچائیں گے۔ اس لئے آج ایک یا دو یا تین یا چار کی ضرورت نہیں ہے آج لاکھوں ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو اہل اللہ بن چکے ہوں اور خدا کی معیت اُن کو نصیب ہو۔ پس اللہ کرے کہ لاکھوں نہیں کروڑوں ایسے احمدی ہمیں عطا ہوں جو خدا والے بن کر دنیا کو خدا کے عذاب سے بچانے میں کامیاب ہو سکیں۔ آمین

آپ کے خطوط

محترم سید فضل احمد صاحب ریٹائرڈ آئی جی۔ پی۔ پٹنہ

محترم موصوف ایڈیٹر بدر کے نام تحریر کردہ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:-

"آپ کا خصوصی اداریہ فرقہ وارانہ مفاہمت کی ضرورت و اہمیت پر اخبار مجریہ ۱۳ ستمبر نظر سے گزرا اور میں نے بڑی گہرائی سے اس کا مطالعہ کیا اور آپ کے لئے دل کی گہرائیوں سے دُعا نکلی جزاکم اللہ۔ نہایت ہی شاندار اور حالات کے لحاظ سے نہایت ہی مناسب وقت پر اور بڑی اہمیت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اس مساعی کا بہترین اور اعلیٰ سے اعلیٰ اجر عطا کرے۔ آمین۔

آخر میں محترم سید صاحب سب کی خدمت میں سلام تحریر کر کے درخواست دُعا کرتے ہیں۔

محترم سید صاحب! اداریہ پہ آپ کی اظہار پسندیدگی اور دُعاؤں کا بہت بہت شکریہ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(ایڈیٹر)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عاجز کے لڑکے عزیز رفیق احمد الہ دین کے ہاں ۱۸/۹/۹۰ کی شب کو دوسری لڑکی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب رضی اللہ عنہ کی پڑنواسی کی لڑکی ہے اور سیٹھ فاضل الہ دین صاحب مرحوم کی پڑنواسی ہے۔ اس کا نام "فرضین سلطانہ" رکھا گیا ہے۔ زچہ و بچہ کی صحت و تندرستی اور درازیٔ عمر کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ اعانت بدر میں ۲۵/ روپے ادا کئے گئے ہیں۔

خاکسار: بشیر الدین الہ دین حیدر آباد

اظہارِ تشکر و درخواستِ دُعا

محترمہ زیب النساء صاحبہ سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ کٹک (اڑیسہ) تحریر فرماتی ہیں کہ چنڈی گڑھ نہرو ہسپتال میں ان کا میجر اپریشن ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ کی دُعاؤں کی برکت اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی شفقت اور جملہ بھائی بہنوں کی دُعاؤں سے اپریشن کامیاب رہا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اپریشن سے قبل و بعد متعدد احمدی بھائی بہنوں اور غیر احمدی و غیر مسلم بہنوں نے عیادت اور اظہار ہمدردی کی اور مفید مشوروں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اب پھر کمزوری اور تکلیف ہے ڈاکٹری مشورہ کے لئے چنڈی گڑھ جانا ہے۔ درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حامی و ناصر ہو اور صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

۲- عزیزہ محترمہ شہناز بانو صاحبہ کانپور سے اپنے والد صاحب محترم محمد احمد صاحب سولیجہ مرحوم کی اچانک وفات اور اپنی بیماری اور سانس کی تکلیف کے سبب پریشان رہتی ہیں۔ دس روپے اعانت بدر میں ادا کر کے صحتِ کاملہ اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

(ایڈیٹر)

بقیہ صفحہ ۱۴

پاکستان اور بھارت کے احمدیوں نے اُن کے بچنے کی خبر اور اُن کے مستقبل کے پلان کے بارہ میں پوری تفصیل بی بی سی لندن سے انگلش اور اُردو نشریات میں بارہ منٹ کے ایک انٹرویو میں سُنی جو بی بی سی والوں نے حضور سے لیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

بعد میں حضور کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوئے۔ مگر حضور اس وارنٹ کے جاری ہونے سے بارہ گھنٹے پہلے ہی پاکستان چھوڑ کر جا چکے تھے۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

قرار دادِ تعزیت

بر وفات محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب رضا نور اللہ مرقدہ

منجانب لوکل انجمن احمدیہ قادیان

الفضل مجریہ ۲۰؍ستمبر ۱۹۹۰ء کے ذریعہ یہ اندوہناک اطلاع موصول ہوئی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ۱۹؍ستمبر کی صبح پونے نو بجے حرکتِ قلب بند ہو جانے سے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ٥

محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم یکم فروری ۱۹۱۸ء کو قادیان میں حضرت سیدہ اُمِّ ناصر صاحبہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک سے تولد ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے بعد آپ حضرت فضلِ عمر کے تیسرے فرزند ارجمند تھے۔ آپ واقفِ زندگی تھے اور ایم بی بی ایس کرنے کے بعد ۳۸ سال کا طویل عرصہ فضلِ عمر ہسپتال میں خدمات انجام دیتے رہے۔ ہنس مکھ۔ سنجیدہ مزاج اور جاذبِ نظر شخصیت کے مالک تھے طبیعت میں بیحد انکساری اور سادگی تھی۔ ہر ایک کے ہمدرد و غمگسار تھے۔ فضلِ عمر ہسپتال ربوہ کو ترقی دینے میں آپ کی انتھک مساعی کا بڑا دخل ہے۔ چیف میڈیکل آفیسر ہونے کے علاوہ ۵۵-۱۹۵۴ء تا ۶۰-۱۹۵۹ء پانچ سال تک مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نائب صدر کے طور پر نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دینے کی سعادت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔ جبکہ سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنفسِ نفیس صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ہوا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ۱۹۵۵ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ علاج کے لئے یورپ تشریف لے گئے تو آپ کو بھی حضور انور کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ نیز سیدنا حضرت مصلح موعود اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی معالج کے طور پر بھی ایک لمبا عرصہ آپ کو خدمات انجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔

بہرحال محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کا وجود بہت ہی بابرکت اور گوناگوں خوبیوں سے متصف تھا آپ کی وفات نہ صرف سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ محترمہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب حضرت سیدہ اُمِّ متین صاحبہ مدظلہا۔ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خاندان حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خان صاحب و حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے لئے ایک بڑا صدمہ ہے۔ بلکہ عالمگیر جماعت احمدیہ کے لئے بھی ایک بھاری سانحۂ ارتحال ہے۔ جس پر تمام درویشان و احباب جماعت احمدیہ قادیان اپنے دل کی گہرائیوں سے دُکھی اور بوجھل دلوں کے ساتھ اپنے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام افرادِ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف مرحوم و مغفور کو اپنی جوارِ رحمت اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں جگہ دے۔ اور تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

اس قرار دادِ تعزیت کی نقول درج ذیل حضرات کرام کی خدمت میں ارسال کی جائیں:۔

۱۔ بحضور سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
۲۔ محترمہ بیگم صاحبہ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب مرحوم
۳۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مبشر احمد صاحب مع برادران و ہمشیرہ
۴۔ محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب
۵۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
۶۔ محترمہ حضرت سیدہ اُمِّ متین صاحبہ مدظلہا
۷۔ محترمہ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا

ضروری اعلان

بابت اشتہارات اخبار بدر

اشتہارات اخبارات و رسائل کی مالی حیثیت کو مستحکم رکھنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اسی غرض سے اخبار بدر میں اشتہارات کا سلسلہ شروع کیا گیا اور ایک کاپی یعنی چار صفحات کا اضافہ کیا گیا۔ دو صفحات کے اشتہارات سے کم از کم چار صفحات کے طباعت کے اخراجات نکلنے چاہئیں تھے۔ لیکن صورت حال مختلف رہی اور بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا رہا اور اخبار بدر کو کئی سالوں سے مسلسل مالی بحران سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ اس لئے آئندہ کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اخبار بدر میں اشتہارات کی مندرجہ ذیل شرح ہوگی۔

ایک مربع انچ کے لئے ۳۰۰/- روپے سالانہ۔ اس لحاظ سے $4 \times 2\frac{1}{2}$ کے سائز کے اشتہارات کی اجرت اشاعت ۳۰۰۰/- روپے سالانہ ہوگی۔

کاروباری حضرات سے گزارش ہے کہ اس نئی شرح کے مطابق اشتہارات کا چندہ ادا کر کے ممنون فرمائیں اور اپنی رائے سے جلد دفتر مینیجر بدر کو اطلاع دیں تاکہ اشتہارات کے جاری رکھنے یا بند کرنے کی کارروائی کی جا سکے۔

جو احباب صرف اعانت کی غرض سے اشتہارات شائع کرواتے تھے ان سے توقع کی جاتی ہے کہ اشتہار بند کرنے کی صورت میں بھی وہ اپنی اعانت کو جاری رکھیں گے تاکہ اخبار بدر کو مالی بحران سے نکالنے میں مدد مل سکے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

صدر نگران بورڈ بدر

تبلیغی رپورٹ

مدراس میں امسال ۲۱؍اگست تا ۹؍ستمبر مونٹ روڈ میں واقع کانگریس میدان میں راما کرشنا مشن کی طرف سے دوسرا IDEAL BOOK YEAR کی نمائش کا انتظام کیا گیا۔ اس بک فیئر میں سو کے قریب بک سٹال لگے تھے۔ جماعت احمدیہ مدراس کو بھی اس بہترین نمائش میں اپنا سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اس سٹال میں کئی ایسی تصاویر چسپاں کی گئیں جو جماعت احمدیہ کی عالمگیر ترقی کی غمازی کر رہی تھیں۔ علاوہ ازیں سٹال میں مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور اسی طرح منتخب احادیث نبویہ و منتخب ملفوظات حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کے مختلف زبانوں میں تراجم لندن سے شائع کردہ مختلف جماعتی لٹریچر تحارت نشر و اشاعت کی طرف سے شائع کردہ مختلف جماعتی لٹریچر نیز تامل زبان میں شائع کردہ لٹریچر اس نمائش میں رکھا گیا۔

نمائش میں تشریف لانے والے زائرین کو تامل زبان میں پیغام حضور انور صد سالہ جشن تشکر اور انگریزی زبان میں اسلام کے عنوان پر شائع کردہ ایک مختصر سا پمفلٹ بھی دیا گیا۔ اس نمائش کو دیکھنے کے لئے کثرت سے لوگ تشریف لائے چونکہ اس نمائش کا راما کرشنا مشن کی طرف سے اہتمام کیا گیا تھا۔ اس لئے اکثر تعلیم یافتہ مذہبی شغف رکھنے والے روزانہ ایک ہزار سے زائد لوگ تشریف لاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو ایک اچھے خوشگوار ماحول میں تبلیغ کا موقعہ ملا۔

مختلف مذاہب رکھنے والے مذہبی لوگ ہمارے سٹال پر سے بہت شوق سے کتب خریدتے جاتے رہے۔ علاوہ ازیں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ جماعت کے عقائد روزانہ سنائے جاتے رہے۔ دوران نمائش پہلے مدراس میں TRIPLICANE میں فرقہ پرست ہندوؤں اور عام مسلمانوں کے درمیان لڑائی ہو گئی تھی کہ آخر پولیس کو وہاں ۹ FIR کرنا پڑا اس فساد کے نتیجے میں کچھ لوگ ہلاک ہو گئے اور کچھ شدید زخمی ہو گئے۔ ہمارے سٹال میں تشریف لانے والے اکثر ہندو اس سلسلہ میں جماعت کی رائے معلوم کرنے کی خواہش رکھتے تھے ایک پمفلٹ بعنوان "آیئے ہم اپنے اندر یکجہتی پیدا کریں" حضرت مسیح موعود کی کتاب "پیغامِ صلح" کے اقتباسات پمفلٹ کی شکل میں شائع کر کے عوام میں کثرت سے تقسیم کیا گیا جس کا عوام میں بہت اچھا اثر پڑا۔ ہمارے سٹال میں ویڈیو دکھانے کیلئے پروگرام بنایا گیا۔ ویڈیو میں حضور انور کی مجلس عرفان اور درس القرآن اور صد سالہ جوبلی جشن تشکر کے پیغام دکھائے گئے۔ بہت لوگ بڑی دلچسپی سے کئی گھنٹے بیٹھ کر اس پروگرام کو دیکھتے رہے۔ الغرض مذہب میں دلچسپی رکھنے والے ہزاروں لوگوں کو پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ اور بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ محترم صدر صاحب جماعت مدراس ایم خلیل صاحب کے خصوصی تعاون سے یہ پروگرام ہوا۔ (رفیق احمد مدراسی قادیان)

عبد السلام

مکرم محمد حسام صاحب مرحوم (انڈیا)

اے نگارِ علم و دانش اے محقق اے سلام
اے حکیمِ رازِ جوہر اے حریمِ رنگِ جام
اے مفکر اے مبصر تو بنائے انقلاب
تو کشودی عقدہ ہائے رازِ پیچیدہ نظام
تو نیازِ دلنشیں در کاروانِ علم و فن
تو غرورِ مہرِ دولت در فضائے صبح و شام
وصلِ مقناطیس کردی جوہرِ کمزور را
می نمائی در جہاں اصلِ اصولِ نظمِ عام
تو نگارِ فیضِ نوبل تو بہار اندر بہار
تو مثالِ شعر و نغمہ خود پیام اندر پیام
چوں نوائے فیض گستر می رسی با کارِ خویش
می کنی ایں رازِ فطرت آشکارا بر عوام
فنِ طبیعیات را زیبا کنی بر دوشِ عقل
تو نگارِ علم را شاخہ نقشِ دوام
تو سراپا خلق و الفت تو نوائے کیفِ دل
تو سرودِ دلکشی با نزہتِ موجِ شمام
تو نسیمِ دلربا را کیف ہائے سوز و ساز
تو برائے شعر و نغمہ نگہتِ روحِ مشام

گریجویٹس مطلوب ہیں

ایسے احمدی گریجویٹ نوجوانوں کی ضرورت ہے جو مختصر تعلیمی و تربیتی کورس کر کے بھارت کے پڑوسی غیر ممالک میں رہ کر وہاں کی زبان سیکھ کر تبلیغ، تعلیم و تربیت کا کام کر سکیں۔ تربیتی عرصہ میں مبلغ ۵۰۰/- روپے ماہوار وظیفہ اور اس میں کامیابی کے بعد گریجویٹ کارکن درجہ اول کی تنخواہ اور اس ملک کا الاؤنس دیا جائے گا۔ کارکردگی تسلی بخش ہونے پر سروس مستقل ہو سکے گی۔

خواہش مند گریجویٹس اپنی درخواستیں محترم صدر/امیر صاحب جماعت احمدیہ کی معرفت دفتر تحریک جدید قادیان کو مع اسناد تعلیم عمر وغیرہ بھجوائیں۔ اور اپنی پاسپورٹ سائز فوٹو بھی ہمراہ بھجوائیں۔

وکیل التبشیر تحریک جدید قادیان

درخواست دعا:- خاکسار کا بھائی ناصر کمال الدین صاحب کمر کی ہڈی میں چوٹ آنے کی وجہ سے بہت تکلیف میں ہے۔ احباب کرام سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو شفاء کاملہ عطا فرمائے۔ (زید نصر اللہ متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

درخواست دعا

مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ اعانت بدر میں ۲۵/- روپے ادا کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ۔

احباب جماعت کا شکر گزار ہوں کہ آپ سب میرے بیٹے اسیرِ راہ مولیٰ محمد الیاس منیر مربی ساہیوال کے لئے باقاعدگی سے دعائیں کر رہے ہیں۔ انہیں دشمنانِ احمدیت نے ... ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کروا دیا۔ اندرا ... تک ۵ سال میں سے ۵ سال گزر چکے ہیں تاہم یقین ہے کہ آپ سب کی عاجزانہ مزید دعاؤں سے اس سے نجات بغتۃً ہی عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نیز اس کے دونوں بچوں عزیزان طارق الیاس اور خالد الیاس اور ان کی امی طاہرہ الیاس کے لئے بھی خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے عزیزم خالد (چھ سال) اس اہم واقعہ کے دوران ہی پیدا ہوا تھا جس کی وجہ سے جسمانی اور نفسیاتی لحاظ سے بیمار ہی چلا آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے کامل صحت عطا فرمائے آمین نیز اس کے نانا اور دادا کے تفکرات کے دور ہونے کی بھی درخواست ہے۔

(ادارہ)

معلوماتی فارم وقفِ نَو

جن احباب کو اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پیش فرمودہ مبارک تحریک "وقفِ نو" کے تحت اپنے بچے وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ دفتر تحریک جدید قادیان کو مندرجہ ذیل معلومات سے آگاہ فرمائیں۔

۱۔ اس بچے کا کیا حال ہے جو آپ نے خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ آپ کے گھر میں خدا کا مہمان ہے؟
۲۔ بچے کی پرورش کس طرح کر رہے ہیں؟
۳۔ بچے کی صحت کیسی ہے؟
۴۔ کیا حفاظتی ٹیکے لگوائے ہیں؟
۵۔ بچے کا ذہنی رجحان کس طرف ہے؟
۶۔ بچے کا وزن اس وقت کتنا ہے؟
۷۔ کیا اردو اور عربی کی بنیادی تعلیم کی طرف ابھی سے توجہ دینی شروع کر دی ہے؟
۸۔ کیا ابھی سے امام جماعت کی محبت اس کے دل میں ڈالنی شروع کر دی ہے؟
۹۔ کیا قرآن کریم پڑھانے کا انتظام کر لیا ہے؟

نمبر و نام واقفِ نو ________ نام والد ________
نام والدہ ________ نام دادا ________
مکمل پتہ: ________

________ دستخط والد
یا
دستخط والدہ

براہ کرم یہ فارم پر کر کے اس پتہ پر بھیجیں دفتر تحریک جدید قادیان
پن کوڈ نمبر 143516 ۔ پوسٹ قادیان۔ پنجاب۔ بھارت۔

فرقہ وارانہ امن ہر قیمت پر رکھنے کا پرستاؤ - راجیہ سبھا میں اتفاق رائے سے منظور

نئی دہلی ۵ر اکتوبر۔ آج راجیہ سبھا نے اتفاق رائے سے ایک پرستاؤ پاس کیا جس میں تمام سیاسی پارٹیوں۔ دھارمک سنستھاؤں اور لوگوں کے تمام طبقوں سے اپیل کی گئی کہ وہ ہر قیمت پر دیش میں فرقہ وارانہ یگانگت کو برقرار رکھیں اور اسے بڑھاوا دیں۔ پرستاؤ کرسی صدارت کی طرف سے پیش کیا گیا۔ اور دیش میں موجودہ فرقہ وارانہ صورت حال اور خاص کر یوپی اتر پردیش میں ضلع گونڈہ میں تشدد آمیز واقعات پر سارے دن کی تاریخ بحث کے بعد منظور کیا گیا۔ (ہند سماچار ۶ر اکتوبر ۱۹۹۰ء)

سلائیڈز

اہداف کے حصول کا ایک مفید اور مؤثر ذریعہ

از محترم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب
سیکرٹری حدیقۃ المبشرین۔ ربوہ

۱۹۵۵ء کی بات ہے عاجز ماریشس (جو کہ زمین کا جنوبی کنارہ کہلاتا ہے) میں دوسری مرتبہ پہنچا ہی تھا کہ مرکز سے حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) کا ارشاد ملا کہ مربیان اپنے مقاصد کے حصول کے لئے سلائیڈز کو بھی رائج کریں۔ اس وقت تک محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید کی معیت میں چند مرتبہ سلائیڈز لیکچرز سننے کا اتفاق ہو چکا تھا اور ایک دو مرتبہ ان کی نمائندگی کرتے ہوئے انہی کی سلائیڈز سے لیکچر دینے کا موقعہ بھی مل چکا تھا۔ جونہی حضور کا ارشاد دیا یا دل میں ٹھان لی کہ اطاعت امام کی خاطر اپنے اس تجربہ کو آگے بڑھائیں گے۔ بفضل اللہ تعالیٰ گذشتہ ربع صدی میں اس مفید ذریعہ تبلیغ و تعلیم کو اپنا کر خوب، خوب فائدہ اٹھایا بلکہ کئی مشکل مراحل جو کسی اور ذریعہ سے آسان نہ ہوتے تھے سلائیڈز لیکچرز کے ذریعہ حل کرنے کی توفیق پائی۔ اور جماعت کی ترقی کے لئے نئے راستے کھولنے کی توفیق پائی۔

مختصر تاریخ

جماعت احمدیہ میں سب سے پہلے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر مربی افریقہ نے سلائیڈز کو متعارف کروایا۔ ان دنوں سلائیڈز دکھانے کی مشین میجک لینٹرن کے نام سے مشہور تھی آپ بیسویں صدی کے تیسرے دہا کے میں انگلستان اور مغربی افریقہ میں دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا کر کے قادیان واپس پہنچے تو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہال میں آپ نے پہلا معرکۃ الآرا سلائیڈز لیکچر دیا جس میں احباب قادیان کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی بھی شریک ہوئے اور بہت محظوظ ہوئے۔

حضرت نیر صاحب کے بعد اس طریق اشاعت کو مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے خوب استعمال فرمایا۔ مکرم ماسٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خوش گلوئی کی نعمت سے نوازا ہوا تھا۔ آپ کے پیارے انداز بیان میں مکرم ماسٹر صاحب موصوف کی نظموں اور ترانوں نے مزید دلچسپی پیدا کر دی اور ان کے سلائیڈز لیکچرز خاصے مقبول ہوئے۔

اس کے بعد محترم چوہدری شبیر احمد صاحب تحریک جدید نے جا بجا عنوانوں سے سلائیڈز کے ذریعہ تحریک جدید کے کارنامے پیش کرنے شروع کئے تو اس میں جماعتوں کی دلچسپی بڑھتی گئی سلائیڈز نمائش لیکچر کی افادیت کے پیش نظر حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثالث ازراہ نوازش سلائیڈز دکھانے والوں کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے بلکہ ایک موقعہ پر مجھے اور محترم چوہدری شبیر احمد صاحب کو حضور نے بلایا اور فرمایا کہ آئیں آپ کو کچھ سلائیڈز دوں چنانچہ اپنے سٹاک میں سے ہم دونوں کو چند عمدہ سلائیڈز اپنے دورہ جات کی مرحمت فرمائیں جن میں ایک نہایت خوبصورت سلائیڈ گلاب کے پھول کی بھی تھی۔

اس بڑھتی ہوئی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اس عاجز اور عاجز کے کئی ساتھیوں کو توفیق ملی آج کل مزید نئے دوست بھی دلچسپی سے اس پروگرام کو آگے بڑھا رہے ہیں کئی جماعتوں نے بھی اپنے پروجیکٹر خرید کر اس ذریعہ تعلیم و تبلیغ سے استفادہ کیا۔ مگر اب بھی اس کام میں بہت گنجائش ہے۔ اس کے استعمال کی مشق ایک گھنٹہ میں خوب کی جا سکتی ہے۔

سلائیڈز کا سٹاک

حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ارشاد کی روشنی میں ۱۹۶۶ء سے عاجز نے سلائیڈز اکٹھی کرنے اور خود تیار کرنے میں دلچسپی قائم رکھی اور عاجز کے پاس مختلف ملکوں کی قریباً ۲ ہزار عمدہ سلائیڈز موجود ہیں جن میں سے اکثر تو بہت تاریخی اہمیت کی حامل ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں ان کی نقول مختلف ممالک میں تقسیم بھی کر چکا ہوں جس کی ضرورت صد سالہ جشن تشکر کے سال میں مزید بڑھی کیونکہ

حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دیگر ہدایات کے ساتھ یہ ہدایت بھی فرمائی کہ کتب کی نمائش کے ساتھ ساتھ سلائیڈز کی نمائش کا بھی انتظام کیا جائے (سلائیڈز کو عمدہ حالت میں رکھنے کے بارے میں جو دوست معلومات ہم تک پہنچا سکیں ان کا شکر گذار ہوں گا۔

جشن تشکر میں خصوصی مہم

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ۱۹۸۹ء کے جلسہ سالانہ U.K. میں شمولیت کی توفیق دی وہاں بھی حضرت امام جماعت احمدیہ کے ارشاد کی تعمیل میں U.K. کے مشنری انچارج مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد نے تین سلائیڈز پروگرام تو لندن میں کروائے ایک حاضرین جلسہ کے لئے اسلام آباد میں ۹ اگست کو پھر ۱۷ اگست کو لجنہ لندن کی کلاس میں اور تیسرا لندن کے ناصر ہال میں ۲ ستمبر کو ہوا۔

لندن کے علاوہ بریڈفورڈ، ہڈرزفیلڈ، مانچسٹر اور گلاسکو کے مشنوں میں بھی سلائیڈز لیکچر دینے کا موقعہ ملا۔ گلاسکو کے لیکچر سننے والوں میں یہودیوں اور عیسائیوں کے لیڈر بھی تھے جنہوں نے احمدیہ جماعت کے ساری دنیا میں پھیل جانے کے نظارے دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا۔ جن کی ویڈیو فلم بھی تیار کی گئی۔ نوجوانوں نے اس پہلو سے خوشی کا اظہار فرمایا کہ ویڈیو کی نسبت اس ذریعہ سے بہت کم وقت میں زیادہ مناظر دیکھنے کا موقعہ ملا اور ان پر گفتگو بھی موقعہ و محل اور سامعین کی ضرورت کے مطابق ہو جاتی ہے۔

مجلس انصار اللہ مرکزیہ

ربوہ میں سلائیڈز کا شعبہ ۱۹۸۰ء میں اس وقت کے صدر مجلس (یعنی ہمارے موجودہ امام) نے جاری فرمایا تھا۔ لندن سے پروجیکٹر بھی منگوائے اور دلچسپ سلائیڈز کا ایک سیٹ تیار کروا کر اپنے دفتر میں منگوایا تھا سلائیڈز پر رواں تبصرہ اپنے الفاظ میں ریکارڈ کر رکھیں۔ اس دوران امامت کی عظیم ذمہ داریاں منصب امامت پہ مجھ سوپی گئیں اور شبانہ روز مصروفیات کی وجہ سے یہ کام التواء میں پڑ گیا۔

باہمی تعاون

سلائیڈز کے سلسلہ میں تعاون کرنے والوں میں پہلا نمبر محترم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ سابق مربی انچارج سوئٹزرلینڈ کا ہے محترم نسیم سیفی صاحب نے نائیجیریا کی چند اہم سلائیڈز عطاء فرمائیں تھیں۔ مکرم میجر عبدالحمید صاحب راشد نے جاپان میں مساعی کی سلائیڈز بھجوائیں۔ محترم حافظ قدرت اللہ صاحب اور محترم چوہدری شبیر احمد صاحب نے اپنے سٹاک میں سے چند اہم سلائیڈز عنایت فرمائیں۔ محترم نسیم مہدی صاحب نے SHROUD کے متعلق مفید سیٹ عطا فرمایا۔ محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری نے بھی، سنگاپور کے متعلق دلچسپ سلائیڈز کا عطیہ دیا محترم مولانا منیر الدین احمد صاحب نے سویڈن اور محترم مولانا صدیق منور صاحب نے لائبیریا کی سلائیڈز کا عطیہ دیا۔ جامعہ احمدیہ انڈونیشیا پر ایک سیمینار ہوا تھا۔ محترم پرنسپل صاحب کی خواہش کے مطابق انڈونیشیا میں احمدیہ مساعی کو سلائیڈز کے ذریعہ پیش کرنے کا پروگرام تھا۔ انڈونیشین طالب علم مکرم منیر الاسلام صاحب کے تعاون سے فوری طور پر ہی سلائیڈز تیار کر کے پروگرام میں دلچسپی پیدا کی گئی۔

صد سالہ جشن تشکر کے سال ختم ہونے پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ پچھلے رمضان میں تو جشن تشکر کی کامیابی کے لئے دعا کی تحریک کی تھی اور دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے شاندار کامیابی سے نوازا۔ اس سال ان کامیابیوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اسی شکریہ کے طور پر صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں حضور کے دورہ جات پر مشتمل سلائیڈز تیار ہو گئی ہیں۔ جن کو دیکھ کر واقعی ایک احمدی کے دل سے جذبات تشکر کا بے اختیار اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی کماحقہٗ نمائش کی توفیق عطا فرمائے۔

مزید رابطہ کے لئے ایڈریس یہ ہے
محمد اسماعیل منیر تحریک جدید کوارٹرز
۸۶ ربوہ

پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

اذکروا موتاکم بالخیر (الحدیث)

قبولِ احمدیت میں ہماری داستان یہ ہے!

آہ! ڈاکٹر محمد حسین صاحب ساجد

(تیسری قسط)

از مکرم ڈاکٹر میاں محمد طاہر صاحب PORTLAND OREGON. U.S.A.

انہی دنوں چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ کراچی کو ایک ایسے نوجوان کی ضرورت تھی جو پڑھا لکھا۔ قابل۔ اچھے حافظہ والا اور بہت ہی مخلص ہو۔ چنانچہ انہوں نے ساجد کو اس کام کے لئے منتخب کیا۔ انہوں نے ساجد کو ایک مضمون یاد کروایا اور ان کے ذمہ یہ بات لگائی کہ وہ یہ مضمون زبانی۔ بذاتِ خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں سنا دیں۔ اس مضمون میں کچھ فقرات ایسے سیاسی لیڈروں کے تھے جو گندی زبان کے استعمال سے انحراف نہیں کرتے۔ ساجد کو حکم یہی تھا کہ وہ فقرات بعینہٖ سنائیں۔ ساجد کے دل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا رعب اور محبت کا خوف بہت تھا۔ اس لئے ان کے لئے یہ ایک بہت مشکل امر تھا کہ وہ حضورؓ کے سامنے گندے الفاظ دہرائیں۔ لیکن چونکہ یہ ایک جماعتی کام تھا۔ اس لئے وہ آنکھیں بند کر کے حضورؓ کے سامنے بیٹھ گئے اور وہ تمام باتیں دہرا دیں۔

جماعت کی اس مخالفت کی آگ ہر ایک شہر میں پھیلی اور راولپنڈی بھی اس سے محفوظ نہ رہا۔ ساجد کے والد صاحب کو ان کے رشتہ داروں نے پھر دھمکیاں دینا شروع کر دیں اور ان پر پھر زور ڈالا گیا۔ انہوں نے اچانک ساجد کا خرچ بند کر دیا۔ ساجد اس وقت میڈیکل کالج کے تیسرے سال میں تعلیم پا رہے تھے اور ابھی دو سال مزید باقی تھے۔ ساجد پھر اپنے محسن کے پاس جا حاضر ہوئے اور حضورؓ سے حالات بیان کئے۔ ساجد کی باتوں سے حضورؓ کو یہ احساس ہوا کہ ساجد کا یہ آخری سال ہے اور تعلیم مکمل ہونے میں صرف سات ماہ باقی ہیں۔ اس لئے سات ماہ کا خرچ حضورؓ نے اپنی جیب سے دے دیا۔ لیکن درحقیقت ابھی دو سال اور باقی تھے۔ جب تیسرا سال ختم ہو گیا تو ساجد کے لکھنے پر حضورؓ نے فرمایا کہ جماعت سے قرضِ حسنہ لے لیں۔ چنانچہ ساجد نے اپنی تعلیم ۱۹۵۴ء میں ختم کر لی۔ اور ایم بی بی ایس کی ڈگری لے کر آنکھوں کے محکمہ میں ہاؤس سرجن ہو گئے۔

ایک سال بعد ڈاکٹر منظہر الحق صاحب پروفیسر فارماکالوجی ڈو میڈیکل کالج کراچی کے پاس DEMONSTRATOR ہو گئے۔ انہی دنوں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف سے میرے والد صاحب میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ راولپنڈی کو میری چھوٹی بہن عزیزہ طاہرہ زکیہ کے لئے ساجد کے ساتھ شادی کا پیغام ملا۔ اور ساتھ ہی ساجد کو بھی کہا کہ وہ کسی طرح اپنے والدین کو بھی منائیں اور وہ رشتہ کا پیغام میاں صاحب کے پاس لیکر جائیں چونکہ ۱۹۵۶ء میں مخالفت کی آگ پھر دب چکی تھی اور جماعت احمدیہ کے خلاف طوفانِ بدتمیزی پھر تھم چکا تھا اس لئے ساجد کے والدین پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا جا رہا تھا۔ اس لئے انہیں تعلقات کی استواری میں زیادہ مشکل پیش نہ آئی۔ اس طرح میری بہن طاہرہ زکیہ کی شادی ساجد کے ساتھ ہو گئی۔ اور دونوں نے کراچی میں رہائش اختیار کر لی۔ ایک سال بعد ان کے ہاں پہلا بیٹا پیدا ہوا۔ جو میرے والد صاحب کا پہلا نواسہ تھا۔

۱۹۵۸ء کے اوائل میں ہم سب نے یہ فیصلہ کیا کہ مزید تعلیم اور بہتر مستقل سکونت کے لئے کینیڈا چلے جائیں۔ چونکہ میری بہن کے ہاں دوسرا بچہ پیدا ہونے والا تھا اس لئے فیصلہ یہی ہوا کہ پہلے ہم لوگ جائیں۔ حالات کا جائزہ لیں اور جب مناسبِ حال انتظام ہو جائے تو پھر عزیزہ طاہرہ زکیہ کو بلا لیا جائے۔

کینیڈا آنے کے بعد حصولِ تعلیم کی مشکلات۔ تہذیب و تمدن۔ زبان آب و ہوا۔ وطن سے دوری تنہائی کی شدت کا اندازہ ہوا۔ ان میں سے بعض باتوں کا تو ہمیں علم تھا لیکن بہت سی باتیں ایسی تھیں کہ جن کا ہمیں احساس بھی نہ تھا۔ بہر حال اسی تگ و دو میں ہم لوگ قدم جمانے کی کوشش میں مصروف رہے۔ اور ادھر پاکستان میں میری بہن طاہرہ زکیہ کی وفات ہو گئی۔ اور ساجد پھر اس دنیا میں تنہا رہ گئے۔ ان دنوں میں تو امریکہ میں تھا اور ساجد شمالی کینیڈا میں جہاں تقریباً چھ مہینے برف پڑتی ہے سکونت پذیر تھے۔ میں نے بہن کی وفات کے بعد انہیں امریکہ چلے آنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ چند ماہ بعد وہ بھی امریکہ چلے آئے۔

یہاں انہوں نے NEUROLOGY (NEUROPHYSICIAN) میں SPECIALIZE کیا اور پھر پورٹ لینڈ۔ آریگن۔ امریکہ میں پریکٹس شروع کر دی۔

میری بہن کی وفات ہوئے اب بارہ برس گذر چکے تھے۔ اور ازدواجی زندگی گذارے ایک لمبا عرصہ گذر چکا تھا۔ اس لئے میں نے شادی کی بات چلائی۔ اور ان سے لڑکی کے کوائف سے متعلق پوچھا۔ تو اپنے حسب دستور لہجہ میں جواب دیا کہ لڑکی کے چناؤ کے لئے وہی طریق اختیار کرنا چاہتا ہوں کہ جس کے متعلق حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے نیکی اور تقویٰ ہی میرا معیار ہوگا۔ ہاں انگریزی زبان پر اتنا عبور ہونا چاہیئے کہ وہ امریکہ میں تنہائی کی شدت سے نہ گھبرائے اور لوگوں سے گفتگو میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ چنانچہ میں نے تلاش شروع کر دی اور اس کے لئے جان پہچان والوں کو میں نے خطوط لکھنے شروع کئے۔ انہی دنوں چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی مرحوم درویش قادیان جن سے ہم لوگوں کے ۱۹۴۷ء سے برادرانہ تعلقات تھے۔ اور جن سے ہماری خط و کتابت بھی رہتی تھی نے لکھا کہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحبؓ کے لڑکے سیٹھ علی محمد صاحب کی صاحبزادی بھی قادیان تشریف لائی ہوئی تھیں۔ ان کا رشتہ ساجد کے لئے موزوں ہوگا۔ اس لئے اس کے متعلق بھی مزید غور کر لیا جائے۔

میں نے ساجد سے اس کا ذکر کیا تو کہنے لگے کہ ہم حج بیت اللہ کے لئے جا رہے ہیں۔ اگر ہو سکے تو حج کے بعد ہم دونوں میاں بیوی حیدر آباد دکن ہو آئیں اور لڑکی کو دیکھ آئیں۔ حج کے بعد لڑکی دیکھنے تو چل دیئے۔ لیکن مجھے ایک شدید گھبراہٹ تھی وہ یہ کہ ساجد ایک ٹھیٹھ پنجابی ہیں۔ ان کی زندگی کا ایک لمبا عرصہ امریکہ اور کینیڈا میں گذرا ہے۔ جہاں زندگی کی قدریں بہت مختلف ہیں۔ تقاضے مختلف ہیں۔ توقعات مختلف ہیں۔ طرزِ رہائش میں اختلاف ہے۔ حیدر آباد دکن اور امریکہ کی تہذیب و تمدن۔ آداب خواہشات سبھی کچھ میں اختلاف ہے۔ اس لئے ایک ایسی ہندوستانی یا پاکستانی لڑکی ہم کہاں ڈھونڈیں گے کہ جو ایک پنجابی جو کہ امریکہ میں ایک زمانہ سے رہائش پذیر ہے کے لئے موزوں ہوگی اگر ہم حیدر آباد جائیں تو ان باتوں کی چھان بین کیسے کر سکیں گے اور کیسے یہ جان سکیں گے کہ شادی کے بعد لڑکی مغربی ماحول سے نباہ کر سکے گی۔ اور یہاں کے تمدن سے مانوس ہو سکے گی۔ اور تنہائی سے ہائی ... مجروح نہ ہو جائے گی۔

حیدر آباد سے واپس لوٹے اور ساجد نے سامنے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ لڑکی نیکی، تقویٰ کے لحاظ سے تو اس مقام پر ہی ہے جہاں آپ چاہتے ہیں۔ لیکن آخری فیصلہ کرنے سے پہلے ہمارا مشورہ یہی ہوگا کہ خود حیدر آباد جائیں۔ خود دیکھیں اور آپ کو رشتہ پسند ہو تو پھر استخارہ کے بعد فیصلہ کریں۔ ساجد نے استخارہ تو شروع کر دیا اور پھر ۱۹۷۳ء میں خود حیدر آباد چلے گئے اور وہیں

سے اطلاع دی کہ وہ شادی کر رہے ہیں اور آپ سب لوگ دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو سب کے لئے مبارک کرے۔

یہ رشتہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے نہایت مبارک ثابت ہوا اور ساجد جو اہلی زندگی کی خوشیوں سے عرصہ سے محروم تھے اچانک پھر خوشیوں کے درمیان گھِرے تھے۔

وہ ہوائے نرم و نازک جو بچوں کو ماں باپ کی طرف سے آتی ہے وہ سکون۔ اطمینانِ قلب اور بے فکری جو والدین مہیا کرتے ہیں ان سے ساجد زندگی بھر محروم رہے۔ لیکن پھر احمدیت کی دولت بے پایاں سے اُن کی جھولی بھر چکی تھی۔ اس لئے اُنہیں محرومیت کا کوئی دُکھ یا احساس نہ تھا۔ اور اب جب وہ اہلی زندگی کی خوشیوں سے دوچار ہوئے تو اُنہیں سمجھ نہیں آتا تھا کہ کیا کریں۔ کیا یہ سب خوشیاں اُن کے مقدر میں تھیں یا وہ ایک خواب دیکھ رہے ہیں۔ کیا یہ اللہ تعالےٰ کے انعامات واقعی مل رہے ہیں۔ اور اگر اچانک آنکھ کھل گئی تو پھر کیا ہوگا۔

شادی کے بعد ساجد کی روزمرہ کی زبان۔ تکیہ کلام۔ اندازِ گفتگو۔ حلیہ۔ لباس۔ چہرہ مہرہ سبھی کچھ بدل گیا۔ مَیں یہ تو نہ کہوں گا کہ وہ حیدر آبادی ہوگیا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ وہ بدل گیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس اہلیہ سے تین نہایت خوش شکل اور نیک سیرت بچے عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ انہیں صحت اور خوشیوں والی لمبی زندگیاں عطا فرمائے اور دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے۔

ساجد موصی تھے اور وصیت اس شادی سے بہت قبل کر چکے تھے وہ وصیت کی شرائط پر بڑی سختی سے کاربند تھے۔ چندے بہت باقاعدگی سے ادا کرتے اور بڑی خاموشی سے ہر تحریک میں حصہ لینے کی کوشش کرتے۔ مسجد اسپین کے افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقریر کے دوران میں فرمایا تھا کہ ایک عزیز نے خط لکھا ہے کہ وہ اپنا گھر سامان اور ہر وہ پیسہ جو اُن کے پاس موجود ہے وہ جماعت کے لئے پیش کرتے ہیں اور جب بھی حکم ہو وہ ہر شے کو فروخت کرکے روپیہ حاضر کردیں گے۔ یہ خط ساجد کا ہی تھا اور اللہ تعالےٰ نے انہیں یہ توفیق بخشی تھی کہ وہ قدم بڑھا کر جماعت کے لئے قربانی میں حصہ لیں۔

قادیان کی محبت سے ساجد کا دل بھی پُر تھا اگرچہ قبولِ احمدیت سے لے کر ۱۹۴۷ء تک بہت مختصر زمانہ تھا۔ لیکن شاید ۱۹۴۷ء میں قادیان کی حفاظت کے لئے لڑائی میں حصہ لینے نے اُن کے دل کی گہرائیوں میں محبت بھر دی تھی۔ قادیان کے ذکر سے اُن کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگتے۔ اور جب اُنہیں پتہ چلا کہ قادیان کے ذکر سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ عنہ کی مبارک آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی تھیں تو وہ تڑپ اُٹھتے۔ پاکستان کی کوئی ایسی محبت بھری یاد نہ تھی جو اُنہیں تڑپاتی سوائے چند ایک جلسہ سالانہ کے جن کے لئے وہ ربوہ جا سکے تھے چنانچہ اُنہوں نے قادیان کو ہی اپنا گھر اور اپنا وطن سمجھا اور پھر قادیان میں مکان بنانے کے لئے زمین خرید لی۔ اور اس طرح ہزاروں میل کے فاصلہ پر رہتے ہوئے بھی وہ قادیان کے باسی بن گئے اور وہ اس احساس سے کہ اب وہ اہلِ قادیان کہلانے کے مستحق ہو گئے ہیں خوشی سے پھولے نہ سماتے۔

۱۹۷۳ء میں پورٹ لینڈ آریگین (OREGON) امریکہ میں جماعت قائم کی گئی تو ساجد اُس کے پہلے پریذیڈنٹ بنے۔ اور نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے کام شروع کیا۔ اُن دنوں امریکہ میں جماعت کا قانون یہی تھا کہ امیر جماعت چندوں کا ۵۰٪ فیصدی اپنے پاس اخراجات کے لئے رکھے اور بقیہ مرکز میں بھیج دے۔ آہستہ آہستہ یہ پیسے جمع ہوتے رہے اور پھر انہی پیسے سے ۱۹۸۵ء میں مسجد رضوان پورٹ لینڈ کے لئے زمین خریدی گئی۔ وہ مسجد جو اب نہایت خوبصورت شکل میں استادہ ہے کی داغ بیل ساجد ہی کے زمانے سے شروع ہوئی تھی ساجد کے زمانے میں بھی پورٹ لینڈ میں چار ہی احمدی خاندان آباد تھے۔ حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم کے فرزند محترم انور محمود خان صاحب (۲) ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب (۳) ڈاکٹر محمد حسین ساجد اور (۴) خاکسار۔ محترم انور محمود خان صاحب تو لاس اینجلز چلے گئے۔ ساجد پورٹ لینڈ میں NEUROLOGY. کی پریکٹس کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ صحت خراب ہونے لگی اور ذیابیطس کا مرض لاحق ہوگیا۔ جس کے نتیجے میں اُنہوں نے فیڈرل گورنمنٹ کی ملازمت کا فیصلہ کر لیا۔ ان ملازمتوں میں کام کی کمی بھی ہوتی ہے اور مقررہ کام ہوتا ہے۔ اور رات کو وقت بے وقت ہسپتال بھاگنا نہیں پڑتا۔ چنانچہ ساجد پورٹ لینڈ سے OHIO چلے گئے اور پھر وہاں سے NASHVILLE منتقل ہوگئے۔ OHIO میں رہائش کے دوران DA کی جماعت سے تعلق پیدا کر لیا اور بڑی باقاعدگی سے جماعت کے کاموں میں حصہ لیتے رہے۔ اگرچہ اِن دونوں شہروں میں کئی سو میل کا فاصلہ تھا لیکن اگر محبت اور خواہش موجود ہو تو پھر فاصلے کیا چیز ہیں اور کسی قسم کی رکاوٹ راستہ نہیں روک سکتی۔ اُنہوں نے براہین احمدیہ کا انگریزی میں ترجمہ کرکے جماعت کو سنانا شروع کر دیا۔ اُردو زبان کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان پر اُنہیں اچھا خاصہ عبور حاصل تھا اس لئے ترجمہ کرنے میں قدرے آسانی محسوس کرتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے ترجمے میں وہی انداز۔ وہی زورِ بیان۔ وہی روانی وہی اثر پیدا کرنا ناممکن بات تھی۔ اس لئے وہ معافی کے خواستگار ہوتے ہوئے سننے والوں کو بتا دیتے کہ مَیں آپ کو حضور علیہ السلام کی تحریرات سے آشنا کرا رہا ہوں ورنہ مجھ میں یہ قابلیت موجود نہیں ہے کہ کبھی صحیح ترجمہ بھی کرسکوں۔

کچھ عرصہ OHIO میں رہائش کے بعد آپ NASHVILLE TENNESSE. چلے گئے۔ یہ جگہ ہر ایسی جگہ سے بہت دور تھی جہاں کہیں بھی جماعت احمدیہ قائم ہو چکی تھی۔ وہاں اُنہیں اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ وہ تنہا ہوگئے ہیں۔ چونکہ امریکہ میں کوئی ایسا طریقہ قائم نہ تھا کہ جس سے مرکز ہر بکھرے ہوئے احمدی فرد سے ایک تعلق پیدا کر سکے۔ اس لئے تنہائی کے ساتھ ساتھ یہ احساس بھی پیدا ہونے لگا کہ اُنہیں جماعت کی خبریں پوری طرح سے نہیں ملتیں۔ چنانچہ مَیں جب بھی فون کرتا تو پہلی بات یہی پوچھتے کہ کوئی جماعت کی خبر۔ اور ان کے پاس کوئی خبر ہوتی تو مجھے سُنا دیتے۔

ساجد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر فرد سے محبت کرتے تھے اور کئی مرتبہ میرے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ اللہ تعالےٰ نے اس خاندان کو نبوت اور پھر خلافت سے نوازا ہے۔ اگرچہ مجھے اللہ تعالےٰ نے خود اپنے خاص فضل سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی لیکن یہ قبولیت اسی خاندان کے ذریعے آئی اور مَیں اس شکریہ کے جذبات کے ساتھ مَیں اس خاندان کے ہر فرد سے محبت اور عزت کرتا ہوں۔

(باقی آئندہ)

درخواست دُعا

اسیر راہ مولیٰ عزیزم محمد الیاس صاحب منیر کے دونوں بڑے بھائی محمد داؤد صاحب منیر اور ڈاکٹر محمد ادریس صاحب منیر مع اہل و عیال ہیوسٹن (امریکہ) میں مقیم ہیں اور بفضل اللہ تعالےٰ جماعتی مساعی میں خوب حصّہ لیتے رہتے ہیں۔ عاجزانہ درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں دونوں کو دینی اور دنیوی ترقیات کے سامان فرمائے۔ نیز ان کی بہو ناصرہ بابر صاحبہ اپنے بیٹے عباد احمد (واقفِ نو) کے ساتھ چند یوم سے مقیم ہے ان کی خیر و عافیت کے لئے بھی دُعاؤں کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

ضیاء کی غلطی - Zia's Mistake

اپریل ۱۹۸۴ء میں جنرل ضیاء الحق نے پاکستان میں اینٹی احمدیہ آرڈیننس جاری کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے پاکستان سے لنڈن کی طرف ہجرت کی تھی اس وقت کا ایک مختصر سا خاکہ "JAIN ADAMSON" کی کتاب "THE MAN OF GOD" میں سے ایک باب "ZIA'S MISTAKE" کا پیش کر رہی ہوں۔

امۃ المتین رضوانہ ایم۔ اے بنت مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش قادیان

پاکستان میں ۱۹۸۴ء میں آرڈیننس جاری کیا گیا تو اس وقت جماعت کے امراء کرام اور دوسرے معزز لوگوں کے مشورہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ کا پاکستان چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ مگر اس شرط پر کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری نہ ہوئے ہوں۔ اگر کوئی وارنٹ جاری ہو جاتا تو حضور کا پاکستان چھوڑنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا کیونکہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز خود بھی نہیں چاہتے تھے کہ میں گرفتار ہونے کے ڈر سے پاکستان چھوڑوں۔ حضور کا یہ خیال تھا کہ میں ایک عام شہری کی طرح پاکستان سے جاؤں گا ورنہ یہ لوگ سمجھیں گے کہ میں کسی سنگین جرم میں ملوث تھا جس کے پیش نظر پاکستان چھوڑ دیا ہے۔ اور اس ڈر سے بھاگ گیا ہوں۔

حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور کی بات مان لی گئی اور ایک آدمی کو کراچی ائیرپورٹ پر سیٹیں بک کروانے کے لئے بھیجا گیا۔ ٹیلی فون کے ذریعہ سیٹیں اس لئے بک نہ کروائی گئیں کہ کہیں یہ لوگ بات چیت کو ریکارڈ نہ کر لیں کیونکہ انہیں علم تھا کہ ان کی فون پر باتیں TAPE کی جاتی ہیں۔

KLM کی دو پروازیں یورپ جاتی تھیں ایک ۳۰ اپریل بروز سوموار کی صبح اور دوسری ۲ مئی بروز بدھ کو۔ حضور کا خیال تھا کہ ہم بدھ کی فلائٹ سے چلے جائیں تاکہ سبھی انتظامات کرنے کے لئے کافی وقت مل سکے۔ مگر آدمی نے واپس آکر بتایا کہ KLM کا مینیجر چاہتا ہے کہ آپ سوموار کی پرواز سے جائیں۔ یہ ایک غیر احمدی مینیجر تھا۔ اور سوموار کی فلائٹ پر سیٹوں کی گنجائش بھی نہ تھی۔ مگر مینیجر نے کوشش کر کے چھ سیٹیں بک کروا دیں بعد میں معلوم ہوا کہ بدھ کی فلائٹ گلف سٹیٹ میں ٹھہر کر جاتی تھی اور سوموار کی فلائٹ سیدھی ایمسٹرڈم جاتی تھی کیونکہ اگر پاکستانی گورنمنٹ خلیفہ کو مجرم قرار دیکر طلب کرے تو ہو سکتا تھا گلف سٹیٹ میں اسے روک لیا جاتا۔

اس وقت ربوہ میں جنرل ضیاء کی پانچ خفیہ جماعتیں (AGENCIES) کام کر رہی تھیں۔ بعض وہ تعاقب میں لگی ہوئی تھیں کہ حضور پاکستان چھوڑ کر نہ جا سکیں اور انہوں نے ربوہ سے باہر جانے والے تمام راستوں پر پہرے بٹھائے ہوئے تھے۔ تاکہ حضور پاکستان چھوڑ کر نہ جا سکیں حضور نے پاکستان چھوڑنے کیلئے نہ کسی جھوٹ کا سہارا لیا اور نہ ہی کوئی غلط پاسپورٹ بنوایا۔ حضور اپنے پروگرام کے مطابق ایک عام کار میں رات دو بجے گھر سے نکلے۔ ایک کار ان کے آگے تھی۔ لالیاں سے جھنگ جانے والے راستے سے گزرے اور کراچی ائیرپورٹ کی طرف چلے گئے۔ جبکہ حضرت مرزا منور احمد صاحب نے حضور کی طرح کپڑے پہنے۔ حالانکہ وہ عام طور پر پگڑی نہیں پہنتے۔ اس دن انہوں نے پورا لباس حضور کی طرح کا زیب تن کیا ہوا تھا اور جس طرح عام طور پر حضور اپنے قافلہ کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ اس طرح یہ قافلہ نماز فجر کے بعد حضرت مرزا منور احمد صاحب کی قیادت میں سرگودھا روڈ پر گیا جو آگے اسلام آباد کی طرف جاتی ہے۔

حضور کی ہجرت کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے دو آدمیوں کو پہلے ہی خواب کے ذریعہ بتا دیا تھا۔ ایک احمدی عثمان جو (چینی) نے خواب میں دیکھا کہ حضور کی کار اسلام آباد گئی ہے اور میں ان کو الوداع کرنے وہاں پہنچتا ہوں مگر میں جب کار کی کھڑکی میں سے اندر جھانکتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ کار میں حضور نہیں ہیں اور مجھے بہت افسوس ہوتا ہے۔ اور میں خواب میں ہی جانتا ہوں کہ حضور کی کار جا رہی ہے مگر حضور کار میں نہیں ہیں۔ تب مجھے ایک آواز آتی ہے کہ حضور دوسرے راستے سے باہر کسی ملک چلے گئے ہیں۔ اس لئے ہم اس کار کے ساتھ سیدھا اسلام آباد جانے کے بجائے جہلم چلے جاتے ہیں جہاں ایک رات ٹھہرتے ہیں۔

اس خواب کا پورا مطلب تو وہ نہ سمجھ سکے تھے مگر وہ اتنا ضرور سمجھ گئے تھے کہ اس خواب میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی پیغام ہے اس لئے انہوں نے لکھ کر حضور کو بھجوا دی۔

دوسری خواب حضور کی دوسرے نمبر کی صاحبزادی فائزہ نے دیکھی کہ حضور کی کار کہیں جا رہی ہے اور اس کے آگے ایک کار ہے اور راستہ میں ایک مقام پر سڑک کچھ خراب ہے اس جگہ یہ دونوں کاریں کچھ آہستہ ہو جاتی ہیں اور وہاں پر کچھ اور لوگ تو نظر نہیں آتے ہیں مگر اچانک کچھ فقیر حضور کی کار کی طرف لپکتے ہیں آگے والی کار میں سے ایک آدمی ایک ایک روپیہ کے کچھ نوٹ ان فقیروں کی طرف اچھالتا ہے۔ فقیر ان نوٹوں کو اٹھانے میں لگ جاتے ہیں۔ اور کاریں آگے بڑھ جاتی ہیں۔

جس وقت حضور لالیاں سے جھنگ کی طرف جا رہے تھے تو اس وقت بالکل ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ راستہ میں ایک جگہ سڑک خراب تھی اور وہاں پر یہ دونوں کاریں آہستہ ہوئیں اچانک چند فقیر حضور کی کار کی طرف بڑھے اور آگے والی کار میں سے محافظ نے کچھ ایک ایک روپیہ کے نوٹ ان فقیروں کی طرف اچھال دیئے فقیر ان نوٹوں کو اکٹھا کرنے کے دھیان میں لگ گئے۔ اور کاریں آگے نکل گئیں پھر معلوم ہوا کہ یہ فقیر جنرل ضیاء کے آدمی تھے جن کی پہچان ان کے فوجی بوٹوں سے ہو گئی تھی۔ کیونکہ یہ لوگ بھیس بدلتے وقت بوٹ اتارنا بھول گئے تھے۔

اگلے دن ملٹری کی پانچوں خفیہ جماعتوں نے اپنی اپنی رپورٹ دی۔ چار جماعتوں نے یہ رپورٹ دی کہ حضور اپنے حفاظتی قافلہ کے ساتھ اسلام آباد کے راستہ پر جاتے ہوئے جہلم رک گئے ہیں خیال ہے کہ وہ اپنے رشتہ کے بھائی مرزا احمد کے گھر ایک رات ٹھہر گئے۔ مگر صرف ایک ایجنسی نے یہ رپورٹ دی تھی کہ جھنگ جانے والی دو کاروں میں سے ایک میں خلیفہ تھے اور وہ کراچی کی طرف گئے ہیں مگر دوسری چار جماعتوں کی رپورٹ کی وجہ سے اس ایک کی بات کی طرف کسی نے کوئی توجہ نہ دی۔

KLM کی فلائٹ ۲ بجے صبح چھوٹنی تھی حضور کی کار آسانی سے ائیرپورٹ پر پہنچ گئی تھی۔ راستہ میں قافلہ ایک جگہ رکا جہاں حضور عام طور پر کراچی جاتے ہوئے چائے پیا کرتے تھے۔ حضور کے ساتھی حضور کو باہر نکل کر چائے پینے سے منع کرتے رہے مگر حضور نے عام لوگوں کی طرح کار سے باہر آکر چائے پی اور پھر یہ مختصر سا قافلہ جس میں حضور کے علاوہ حضور کی بیوی اور دو بیٹیاں، چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب لاہور جماعت کے امیر اور ایک ریٹائرڈ فوجی تھے کراچی کی طرف روانہ ہوا۔ حضور کا قافلہ ٹھیک وقت پر کراچی ائیرپورٹ پر پہنچ گیا تھا۔ مگر جہاز ایک گھنٹہ لیٹ اس لئے ہو گیا تھا کہ جنرل ضیاء نے ائیرپورٹ والوں کو ایک خط بھیجا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ ایک آدمی جس کا نام "مرزا ناصر احمد" ہے اور وہ اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا تیسرا خلیفہ بتائے گا۔ اسے پاکستان سے باہر نہیں جانے دینا۔ حالانکہ مرزا ناصر احمد صاحب اس سے دو سال قبل ہی وفات پا چکے تھے۔ اس لئے جب پاسپورٹ چیک کیا گیا تو اس میں ناصر احمد کے بجائے "مرزا طاہر احمد" HEAD OF THE AHMADIYYA COMMUINTY لکھا ہوا تھا۔ اس وجہ سے ائیرپورٹ کا اسٹاف بہت الجھن میں پڑ گیا انہوں نے اسلام آباد فون کر کے پتہ کرنا چاہا مگر لائن نہ مل سکی اور جب ایک گھنٹہ کی کوشش کے باوجود وہ الجھن حل نہ کر سکے اور "مرزا ناصر احمد" نام کا کوئی شخص ائیرپورٹ پر نہ آیا تو پھر آفیسر نے جہاز کی روانگی کا اعلان کر دیا۔

صبح کو لنڈن کے امام عطاء المجیب صاحب راشد کو فون پر یہ اطلاع دی گئی کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اب سے چار گھنٹے پہلے ربوہ چھوڑ دیا ہے اور وہ یورپ پہنچنے والے ہیں۔ اور انہوں نے حضور کا استقبال کرنے کیلئے

تیاری شروع کردی اور ساڑھے چار بجے صبح کو ایک ضروری میٹنگ بلائی گئی۔ اور جلدی جلدی سب تیاریاں مکمل کرلی گئیں۔

حضور ساڑھے بارہ بجے لنڈن مسجد میں پہنچے اور تین سو احمدیوں نے حضور کا استقبال شایان شان طریق پر مسجد میں کیا۔ جس وقت حضور وہاں آئے سفر کی وجہ سے آپ کے کپڑے خراب ہوگئے تھے۔ آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں۔ مگر ہر طرح کی تھکاوٹ کے باوجود حضور ظہر کی نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں پہنچ گئے۔

جب جنرل ضیاء کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اُس نے کراچی ایئرپورٹ پر فون کیا اور امیگریشن کے سینئر آفیسر کو معطل کر دیا۔ اور اپنے لوگوں کو انکوائری کے لئے سبھی طرف بھیج دیا گیا اور ضلع جھنگ کے سینئر آفیسر کو فون کیا کہ

"مرزا طاہر احمد کہاں ہے اور اُسے جلد از جلد حاضر کیا جائے"۔

اُس نے بتایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں تو ضیاء نے غصہ سے کہا کہ تمہیں کیوں نہیں معلوم وہ تمہارے ضلع کا باشندہ ہے۔ اور تمہیں بتائے بغیر وہ چلا کہاں گیا ہے۔

اسکو جلد از جلد حاضر کیا جائے۔

پولیس آفیسر نے آرام سے جواب دیا کہ میں مکمل انکوائری کرکے بتاؤنگا کہ خلیفہ کہاں پر ہیں۔

پاکستان کی لنڈن ایمبیسی والوں نے لنڈن کے ایک احمدی FORMER AMBASSADOR کو فون کرکے پوچھا کہ آپ جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے امام کہاں ہیں۔

FORMER AMBASSADOR نے کہا کہ تم مجھ سے یہ کیوں پوچھ رہے ہو۔ پاکستان ایمبیسی والوں نے بتایا کہ ہمیں یہ رپورٹ حاصل ہوئی ہے کہ خلیفہ چوری چوری پاکستان چھوڑ کر سوئٹزرلینڈ چلا گیا ہے۔ مگر سوئٹزرلینڈ سے رابطہ قائم کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ وہاں پر نہیں۔

پھر اُس نے بتایا کہ خلیفہ نے ایک عام مسافر کی طرح نارمل فلائٹ پر پاکستان کو چھوڑا ہے اور اب وہ لنڈن میں ہیں۔

اُن کی اس طرح بچ کر نکل جانے کی خبر ساری دنیا میں پہلے صفحوں پر شائع ہوئی

شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ (پاکستان) فون: دکان ۷۴۹ رہائش ۸۴۱
پروپرائیٹر:۔ حاجی شریف احمد حاجی حنیف احمد کامران

ارشاد نبوی
اَسلِمْ تَسْلَمْ
اسلام لا۔ تو ہر خرابی۔ برائی اور نقصان سے محفوظ رہے گا۔
محتاج دعا
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

قادیان دارالامان میں مکان یا پلاٹ کی خرید و فروخت کے لئے خدمات حاصل کریں
احمد پراپرٹی ڈیلرز
پروپرائیٹر:۔ نعیم احمد طاہر۔ احمدیہ چوک قادیان: ۱۴۳۵۱۶
AHMAD PROPERTY DEALERS
AHMADIYYA CHOWK QADIAN ۱۴۳۵۱۶

اِرْحَمُوا تُرْحَمُوا
(تمہارے رشتہ دار آخر تمہارے اُولو الارحام ہی ہیں)
AZ
MOHAMMAD RAHMAT
PHONE C/O 393238 / 893518
SPECIALIST IN ALL KINDS OF
TWO WHEELER MOTOR VEHICLES
45, B. PANDUMALI COMPOUND.
DR. BHADKAMKAR MARG. BOMBAY - 400008

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم
جیولرز
پروپرائیٹر:۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ
خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد کراچی
(فون نمبر ۶۲۹۴۴۳)

ربوہ میں آپ کے قدیمی احمدی جیولرز
محمود جیولرز
گولبازار۔ ربوہ (پاکستان) فون ۶۸۱/۶۸۲

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

الیس اللہ بکاف عبدہٗ
پیشکش:۔ مالی پولیمرز کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:۔ ۵۲۰۶ ۔ ۵۱۳۷ ۔ ۶۰۲۸ ۔ ۴۳

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے!

زد جام عشق ۱۰۰/- روپے
حبوب مفید اٹھرا ۴۵/- روپے
اکسیر اولادِ نرینہ (کورس)
تریاقِ معدہ ۸/- ۱۵/-
روشن کاجل
حب جدوار ۲۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار۔ ربوہ (پاکستان)

افضل الذکر لآ الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:۔ ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
CALCUTTA - 700073.
PHONES:- OFFICE:- 275475 RESI:- 273903.

الخیر کلّہٗ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA, PHONE :- 279203
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار
(دُرِّثمین)

AUTOWINGS,
15- SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS - 600004.
PHONE NO.
76360
74350

آٹو ونگس

قائم ہو پھر سے حکم محمدؐ جہاں میں ؛ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS.
(ELECTRIC CONTRACTORS)
TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCIETY Ltd.
PLOT No. 6 - GROUND FLOOR, OLD CHAKALA
OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)
PHONES OFFICE:- 6348179 RESI:- 6233389 BOMBAY-400059

اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا

(سفارش کیا کرو، تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)
(حدیث نبویؐ)

RABWAH WOOD INDUSTRIES,
SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS,
DEALERS IN:- TIMBER TEAK POLES, SIZES,
FIRE WOOD,
MANUFACTURERS OF:- WOODEN FURNITURE,
ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.
P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

خدا کی پسندیدہ دو باتیں

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ (بخاری و مسلم)
ترجمہ:۔ دو باتیں ایسی ہیں جو زبان پر تو بالکل ہلکی ہیں مگر قیامت کے دن ترازو میں بہت بھاری ہوں گی اور وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہیں۔ یعنی (۱) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ (۲) سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

طالبانِ دُعا

محمد شفیق سہگل۔ محمد نعیم سہگل۔ محمد نعمان جہانگیر۔ مبشر احمد۔ ہارون احمد۔
پسران مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم۔ کلکتہ

یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ: گرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ جیون ڈرلیسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر: 294

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔" (کشتی نوح)

پیشکش:-

ROYAL AGENCY

PRINTERS, BOOKSELLERS, & EDUCATIONAL SUPPLIERS

CANNANORE - 670001

PHONE NO. 4498

HEAD OFFICE:- P.O. PAYANGADI (KERALA)

PHONE NO. 12.

PIN:- 670303.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)	گڈلک الیکٹرانکس انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی ــــ اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبد الرحیم و عبد الرؤف۔ مالکان حمید سماری مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

آٹو ٹریڈرز

AUTOTRADERS,

16- MANGOE LANE
CALCUTTA - 700001.

۱۶۔ مینگو لین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

تار کا پتہ:- "AUTOCENTRE"

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار۔ ٹرک۔ بس۔ جیپ اور ماروتی کے اصلی پُرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

ٹیلیفون نمبرز:- 28-5222 ــــ اور ــــ 28-1652

"ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔"

(کشتی نوح)

NIR®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:-

[illegible]